

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کی کتاب بسط البنان کا پہلا رد

وقعات السنان

الی

حلق المسماة بسط البنان

۱۳۳۰ھ



”بسط البنان“ کا رد

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت جناب گرامی القاب سراپا کرم وسیع المناقب (جمع المنقب) مولوی اشرف علی

السلام علی من اتبع الهدی

تھانوی صاحب

جب سے ”سیفی النقی“ جیسی ملعون و ناپاک کتاب آپ حضرات نے چھپوائی اور بیچی اور مدرسہ دیوبند سے شائع کی اور آپ کے علمائے اس پر افتخار اور اس سے استنباط اور اس کی نقول کا ذبہ ملعونہ پر اعتماد کیا، جس کی نظیر آج تک کسی آریہ و پادری کو بھی نہ بن پڑی کہ خصم کے آباء و اجداد، اکابر و مشائخ اسیاد حتیٰ کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عنہم کے اسمائے طیبہ سے کتابیں کی کتابیں دل سے تراش لیں، ان کی عبارتیں گڑھ لیں، ان کے مطبع اور صفحے بنا لیے، کہ تم تو یوں کہتے ہو اور تمہارے یہ اکابر کرام اپنی فلاں فلاں کتاب، مطبوعات فلاں فلاں مطابع کے، فلاں فلاں صفحے پر یوں فرماتے ہیں۔ حالاں کہ جہاں میں نہ ان کتابوں کا نشان، نہ ان عبارتوں کا پتہ، بلکہ تمام و کمال محض ایک گڑھا ہوا خواب پریشان ہے جس کی تعبیر صرف اس قدر ﴿لعنة الله على الكذابين﴾ اس روز سے آپ حضرات کسی عاقل کے نزدیک لائق کلام و خطاب نہ رہے، اور جب ہی سے آپ کی طرف سے دوور قیاں، چارور قیاں، ہزار در ہزار سب و شتم اور دشنام، کذب و افتراء و اتہام پر مشتمل برسات میں حشرات الارض کی طرح پھیل پڑیں، اور خصوصاً واقعہ مُراد آباد اور اس میں آپ صاحبوں کا عجز و فرار، اور مناظرہ بند کرنے کے لیے یا پولیس المدد، یا نصاریٰ الغیاث، کی پکار عالم آشکار ہو کر اور بھی سونے پر سہاگہ ہوئی، پھر رشتہ اخیرہ کا جب ہی سے آپ پر نازل ہونا، اور آج تک لا جواب رہنا اور بھی آپ کے اموات غیر احیا ہونے پر رجسٹری کر گیا، بایں ہمہ آپ کے اذناں چاہتے ہیں کہ آپ کی مستعار حیات، جس میں تائے تانیث کے سواباتی حصہ بالکل معدوم ہو گیا ہے، چین سے نہ گزرے اور آپ سے چھیڑ چلی ہی جائے، لہذا ان کی دہن دوزی کو کتاب

مستطاب ”الکاوٰی فی العاوی والغاوی“ اور کتاب لاجواب ”القثم القاصم للداسم القاسم“ اور کتاب سراپا انتخاب ”اشدالباس علی عابد الخناس“ یعنی ”رد تحذیر الناس“ اور کتاب کامل انصاب ”نور الفرقان بین جند الالہ والاحزاب الشیطان“ وغیرہا سے یہ چند مختصر سوال التقاط کر کے حاضر کرتا ہوں، اگر آپ نے جواب کی ہمت کی جو انشا اللہ العظیم آپ کو کبھی نہ ہوئی نہ ہو، تو بقیہ مباحث جلیلہ بھی اسی پیرائے میں گزارش کر کے دکھا دوں گا، کہ آپ حضرات نے اللہ و رسول۔ جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کو جو منہ بھر بھر گالیاں دیں، اور آپ کے حمایتیوں نے جان توڑ کر ان کے نامندمل زخم بھرنے کے لیے سخت مہمل پادر ہوا تاویلیں گڑھیں، وہ حقیقت ”دوستی بے خرداں دشمنی ست“ کے قبیل سے تھیں، اور آپ کی بات بنانے کے بدلے الٹی آپ پر ریش خنداں مرہم ریش ہونے کے عوض اور نمک پاش و مشک آگند ہوئیں۔

﴿سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ﴾ (۱)

﴿وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا﴾ (۲)

﴿وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا﴾ (۳)

﴿وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا﴾ (۴)

﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا﴾ (۵)

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا و ناصرنا و ماونا محمد و آلہ و صحبہ تعظیما و تبجیلا۔ آمین

سوال اول

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا جو قرآن عظیم میں منصوص اور مسلمانوں کے ضروریات دین سے ہے، صرف یہ لفظ ضروریات سے ہے، معنی کچھ گڑھ لیجیے۔ یا اس کے کوئی معنی ضروریات سے ہیں۔ بر تقدیر ثانی وہ معنی کیا ہیں؟

سوال دوم

جو معنی کہ ایک شخص تیرہ سو برس کے بعد تراشے اور ان کے ایجاد بندہ ہونے کا خود بھی مقرر ہو، اور

(۲) [سورة الأحزاب: ۶۲]

(۱) [سورة الأحزاب: ۶۲]

(۴) [سورة التوبة: ۴۰]

(۳) [سورة النساء: ۱۴۱]

(۵) [سورة النساء: ۱۲۲]

وہ مقرر نہ ہوتا تو سلف صالحین سے آج تک کسی سے ان کا منقول نہ ہونا خود ان کے حدیث پر شاہد عدل ہو، کیا یہ ضروریات دین سے ٹھہریں گے۔ یا وہ معنی جو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و تابعین و ائمہ دین سے متواتر اور عام مسلمانوں میں دائر و سائر ہیں وہ ضروریات دین سے ہوں گے۔ ضروریات دین کے کیا معنی ہیں؟

سوال سوم

رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین و ائمہ دین نے خاتم النبیین کے یہی معنی بتائے کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں، بعثت اقدس کے بعد اب کوئی جدید نبی نہ ہوگا۔ یا یہ بتائے ہیں کہ حضور نبی بالذات ہیں اور انبیاء نبی بالعرض ہیں، اور ما بالعرض کا قصہ ما بالذات پر ختم ہو جاتا ہے، یہ معنی خاتم النبیین اگر بتائے ہوں تو ثبوت دیجیے، نہ بتائے ہوں تو اقرار کیجیے کہ واقعی یہ حدیث محدث ہے، اور ضروریات دین سے وہی معنی اول ہیں۔

سوال چہارم

جو معنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین و ائمہ دین بتاتے آئے ان کو خیال عوام کہنے والا ضروریات دین کا منکر ہے یا نہیں، اس نے صحابہ و ائمہ حتیٰ کہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ معنی قرآن مجید سے جاہل و نافہم ٹھہرایا یا نہیں، ایسا ٹھہرانے والا کافر ہے، یا مسلمان سنی ہے یا بد دین بندہ شیطان۔

سوال پنجم

جو معنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین و ائمہ سے متواتر اور مسلمانوں میں ضروری دینی ہو کر دائر و سائر ہیں وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ انور میں۔ یا حضور کے بعد کسی کو نبوت ملنے کے منافی ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو صاف کہہ دیجیے کہ حضور کے بعد کتنے ہی جدید نبی ہوں معنی آیت و احادیث کے کچھ خلاف نہیں۔ اور اگر ہیں تو زمانہ اقدس میں یا حضور کے بعد دوسرا نبی تجویز کرنا معنی متواتر ختم نبوت کے خلاف، اور اس میں ضرور خلل انداز، اور جو اس کا منکر وہ ضروریات دین کا منکر ہو کر کافر ہوا یا نہیں؟

سوال ششم

ختم زمانی کا انکار کفر ہے یا نہیں؟۔ اگر ہے تو اسی وجہ سے کہ وہ ختم نبوت کی آیت و احادیث کے اس معنی متواتر ضروری دینی کے خلاف ہے۔ یا کسی اور من گڑھت وجہ سے۔ بر تقدیر ثانی وہ وجہ بتائیے

قرآن وحدیث وکلام ائمہ سے اس کا ثبوت دیجیے۔ بر تقدیر اول جو اس معنی کو خیال عوام بتا چکا اور خود وہ معنی گڑھے کہ نبی جدید پیدا ہونا منافی ختم نبوت نہ رہا، تو کس منہ سے ختم زمانی کے منکر کو کافر کہہ سکتا ہے، اس کی دلیل مثبت کفر پیدا کیجیے۔

سوال ہفتم

جب کہ اس کے معنی پر نبوت جدیدہ منافی ختم نبوت نہیں، تو ختم زمانی وہ کہاں سے ثابت کرے گا۔ کیا اسی ختم نبوت سے جس کے وہ معنی اس نے خیال جہال ٹھہرا دیئے، یہ تو باطل ہے، اور دوسری کوئی دلیل نہیں تو وہ خود بھی ختم زمانی کا حقیقہ منکر ہوا یا نہیں؟۔ اور اس کے منکر کو کافر کہہ کر خود اپنے کفر کا مقرر ہوا یا نہیں؟۔ کیا اپنے کفر کا اقرار کافر کو کفر سے بچا لیتا ہے؟۔

سوال ہشتم

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت جدیدہ کا صرف وقوع ماننا کفر ہے، اس کی تجویز کفر نہیں، یا تجویز بھی کفر ہے۔ بر تقدیر اول ائمہ کرام کے کلام سے ثبوت دیجیے۔ بر تقدیر ثانی تجویز کفر ہے تو اس لیے کہ منافی ختم نبوت ہے۔ یا اور کسی وجہ سے۔ بر تقدیر ثانی اس وجہ کا بیان وثبوت۔ اور بر تقدیر اول جو قائل وقوع کو کافر کہے اور آپ کی تجویز نبوت جدیدہ کو خلاف ختم نبوت نہ جانے وہ کافر ہوگا یا نہیں۔ اگر دو مسئلہ ہوں، ان میں ہر ایک کا انکار کفر ہو، زید ان میں سے ایک کے منکر کو کافر کہے اور دوسرے کا خود منکر ہو تو اس کا پہلے کے منکر کو کافر کہنا دوسرے کے انکار سے خود کافر ہونے کے کیا منافی ہو سکتا ہے؟۔

سوال نہم

اللہ عز وجل کے ماننے والو! اللہ انصاف، اللہ انصاف، اللہ انصاف، ایک ولید پلید کہے:

”عوام کے خیال میں تو اللہ تعالیٰ کا واحد ہونا بایں معنی ہے کہ اللہ اکیلا ہے، تنہا خدا ہے، مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تعدد یا توحد وجود میں بالذات کچھ فضیلت نہیں، عرش بھی ایک ہی ہے، اور سب میں نیچے کی زمین بھی ایک ہی ہے، آدم بھی ایک ہی ہیں، ابلیس بھی ایک ہی ہے، پھر مقام حمد میں ”لا الہ الا اللہ“ غرمانا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے، ہاں اگر اس وصف کو اوصاف حمد میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام حمد قرار نہ دیجیے تو البتہ تو حید باعتبار تنہائی وجود صحیح ہو سکتی ہے، مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی، بلکہ بنائے تو حید اور بات پر ہے جس سے تنہائی وجود خود بخود لازم آ جاتی ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات کے آگے ختم ہو جاتا ہے، اصل کے آگے ظل کو کوئی دعویٰ نہیں پہنچتا ہے، خدا کے لیے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہے تو یہی ہے، یعنی ممکنات کے وجود

اور کمالات وجود سب عرضی بمعنی بالعرض ہیں، سو اسی طور خدا کی توحید کو تصور فرمائیے، یعنی وہ موصوف بوصف الوہیت بالذات ہے، اور سو اس کے اور ہوں تو موصوف بالعرض ہوں گے، اور ان کی الوہیت اس کا فیض ہوگی، پر اس کی الوہیت کسی اور کا فیض نہیں، توحید بمعنی معروض کو تنہائی وجود لازم ہے، اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس توحید کو کوئی اور مرتبی سے عام لے لیجیے تو پھر دونوں طرح کی توحید مراد ہوگی۔ پر ایک مراد ہو تو شایان شان الہی توحید مرتبی ہے نہ کوئی اور، مجھ سے پوچھیے تو میرے خیال ناقص میں تو وہ بات ہے کہ سامع منصف انکار ہی نہ کر سکے، وہ یہ کہ توحید و تعدد یا عددی ہو گا یا وجودی یا مرتبی، یہ تین نوعیں ہیں، باقی مفہوم توحید و تعدد ان تینوں کے حق میں جنس، اور ظاہر ہے کہ مثل چشم و چشمہ معانی عین ان تینوں میں بون بعید نہیں، جو لفظ توحید کو مشترک کہیے جنس نہ کہیے، سولفظ وجود کی جا پر اگر موصوف توحید بھی کوئی مفہوم عام ہی تجویز کیا جائے تو بہتر ہے، سو اگر اطلاق و عموم ہے تب تو ثبوت توحید وجودی ظاہر ہے، ورنہ تسلیم لزوم توحید کوئی بدالالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر تصریحات قرآن وحدیث اس باب میں کافی، کیوں کہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے، پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا، گو الفاظ مذکورہ توحید کوئی بسند متواتر منقول نہ ہوں، جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہا، جیسے اس کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔ غرض توحید اگر بایں معنی تجویز کی جائے جو میں نے عرض کیا تو اللہ کا واحد ہونا بندوں ہی کی نظر سے خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض ازل میں بھی کہیں اور کوئی خدا ہو جب بھی اللہ کا واحد ہونا بدستور باقی رہتا ہے، بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ بھی کوئی خدا پیدا ہو تو پھر بھی توحید الہی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔“ انتہی ولید بلید و کلام پلید ختم ہوا۔

اب استفتا ہے کہ ولید جوازل میں یا بعد ازل بھی اور خدا پیدا ہونے کو توحید الہی کے کچھ منافی نہیں جانتا کافر ہوا یا نہیں؟۔ اور اس کا وہ ادعاے ریائی کہ توحید وجودی بھی متواتر اور اس کا منکر کافر ہے، اس کفر سے اسے کیا بچائے گا۔ ہاں اس نے زبانی کہا کہ جو دوسرا خدا مانے کافر ہے، اور اس سے اتنا سمجھا گیا کہ وہ دو خدا موجود نہیں مانتا مگر اس کی تجویز تو کرتا ہے اور دوسرا خدا پیدا ہونے کو توحید الہی کے کچھ منافی نہیں جانتا، یہ کیا کفر نہیں؟۔ تو اس کی اگلی تکفیر خود اس کے اس پچھلے کفر کو کیا اٹھائے گی، نہیں نہیں وہ ضرور قطعاً یقیناً کفر ہوگا اور شیاطین اس کی بگڑی بنانے کو اس کے سر پر جوتا ویل کا ٹوکرا دھرتے ہیں اسے تو کفر سے بچا نہیں سکتے خود اس کے ساتھ کفر کے گڑھے میں گرتے ہیں۔ کہیے یہ حق ہے یا نہیں ہے، حق ہے تو قبول کرو۔ نہیں تو وجہ مدلل بیان کرو۔

سوال دہم

کیا ہر ممکن ذاتی جائز الوقوع ہوتا ہے۔ آپ لوگ جو معاذ اللہ کذب باری کو ممکن ذاتی کہتے اور بخوف مسلمانوں اس کے تجویز کرنے والے کو کافر کہتے ہیں، اگرچہ قطعاً تجویز بلکہ وقوع کے قائل ہو جیسا کہ کتاب مستطاب ”سبحن السبوح“ سے ثابت ہے، تو امکان اور تجویز کا فرق خود بھی جانتے ہو، پھر ”المعتمد المستند شریف ص ۱۰۹“ کی عبارت کریمہ کا خباثات تحذیر الناس سے فرق پوچھنا کمال وقاحت و بے شرمی ہے یا نہیں؟۔ المعتمد المستند شریف تو بحمد اللہ تعالیٰ ایک امام معتمد کی تصنیف ہے، آج تک کسی جاہل سے جاہل مسلمان نے بھی ”تحذیر الناس“ کی سی یہ خباثتیں کہی ہیں کہ ختم زمانی میں کچھ فضیلت نہیں، اس کا مراد لینا کلام اللہ کو مہمل کر دینا ہے، ختم نبوت کے یہ معنی ہیں کہ اور نبی بالعرض ہیں، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبی جدید کی تجویز کچھ نخل خاتمیت نہیں، کہاں تو یہ کھلے کفر اور کہاں وہ صریح حق کہ نبوت جدیدہ ممکن الوقوع نہیں جو اسے ممکن الوقوع کہے کافر ہے، مجرد امکان ذاتی ہے، وہ بھی تعدد خاتم میں نہیں، دو خاتم النبیین ہونا محال بالذات ہے جو المعتمد المستند کے ارشادات عالیہ ہیں، یہاں فرق نہ سمجھنا تو اس سے بھی بدتر ہے جو حضرت مولوی معنوی قدس سرہ نے فرمایا کہ۔۔

آں چہ انسان می کند بوزینہ ہم

آں کند کز مرد بیندم بدم

اوگماں بردہ کہ من کردم چواد

فرق را کے بیند آں ستیزہ جو

وہاں نقالی تو تھی اسے تو اتنی بھی نصیب نہیں اور فرق کی طلب۔

سوال یازدہم

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے دھرم میں عزیز و جلیل ہیں یا نہیں؟۔

﴿وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ﴾

قرآن عظیم کا ارشاد ہے یا نہیں؟۔ حضور کی ذات مقدسہ پر عزت و جلالت کا حکم کرنا صحیح ہے

یا نہیں؟۔

سوال دوازدہم

ہاں کہ نص قطعی قرآن عظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ ان کے بندے ان کے غلام بھی عزیز و جلیل ہیں۔ اللہ عزوجل کی طرح محمد عزوجل کہنا منع ہے یا نہیں؟۔ علمائے کرام نے اس کی

ممانعت فرمائی یا نہیں؟۔ اگر ہے تو اس ممانعت کی کیا وجہ ہے؟، آیا یہ کہ عزت و جلالت معاذ اللہ ذات اقدس سے مسلوب ہے اور ذات مقدسہ پر اس کا حکم کرنا صحیح نہیں؟۔ یا اس کی وجہ محض اس لفظ سے مختص ہے نہ کہ حکم کو شامل۔

سوال سیزدہم

جو اس ممانعت کی بنا پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ پر عزت و جلالت کا حکم کرنا ہی صحیح نہ جانے وہ فقط لفظ عز وجل کے اطلاق کو منع کرتا ہے؟۔ یا خود معنی عزت و جلالت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ثابت کرنے کو باطل و غیر صحیح مانتا ہے، ایسا ماننے والا مسلمان ہے یا کافر، سنی ہے یا بددین فاجر؟۔

سوال چہار دہم

شے پرشی کا حکم کرنا موضوع کے لیے معنی محمول کا ثابت کرنا ہے۔ یا صرف لفظ کا اطلاق کرنا؟۔ جو حکم ہی کو باطل مانے اس کا یہ عذر کہ میں صرف اس لفظ کے اطلاق کو رد کرتا ہوں حکم صحیح مانتا ہوں، صریح مکابرہ، ہٹ دھرمی، عناد، بے شرمی ہے یا نہیں؟۔

سوال پانزدہم

ولید سے سوال ہو کہ زید اللہ عز وجل کو سید، فیاض کہتا ہے کہ فیضان کی اس سے ابتدا ہے، زید کا استدلال اور یہ عقیدہ کیسا ہے؟۔ ولید اس کے جواب میں کہے:

”اللہ عز وجل کی ذات مقدسہ پر مبدئیت فیض کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد مبدئیت بنظر بعض اشیا ہے، یا بلحاظ کل؟۔ اگر بعض اشیا مراد ہیں تو اس میں اللہ تعالیٰ کی کیا تخصیص ہے ایسا مبدا ہونا تو ہر کسگر، ہر کمھار، اور کافروں اور جانوروں کے لیے بھی حاصل ہے، کیوں کہ ہر شخص کوئی نہ کوئی ایسی بات کرتا ہے جس کی اسی سے ابتدا ہے، کسگر، کمھار نئی نئی مورتیں مٹی سے بناتے ہیں۔ بجا سب سے پہلے عمرو بن لُحی کافر نے چھوڑے۔ سنت نبویہ بدلنے کی ابتدا سب سے پہلے یزید نے کی۔ جو بخ بتانے کی ابتدا..... سے ہے، تو چاہیے کہ ہر کمھار اور کافر اور جانور کو مبدا فیاض کہا جائے، پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو مبدا فیاض کہوں گا تو پھر مبدئیت فیض کو من جملہ کمالات الہیہ شمار کیوں کیا جاتا ہے؟۔ جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات الوہیت سے کب ہو سکتا ہے، اور اگر التزام نہ کیا جائے تو خدا و غیر خدا میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے، اور اگر تمام اشیا کی مبدئیت مراد ہے اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اپنی ذات کا مبدا نہیں، اگر کسی کو ایسے الفاظ سے شبہ واقع ہو

جیسا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد مذکور ہے ﴿خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ (۱) یا مثل اس کے تو سمجھ لینا چاہیے کہ یہاں عموم واستغراق حقیقی مراد نہیں؛ کیوں کہ اس کا استحالہ اوپر دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہو چکا ہے، بلکہ عموم واستغراق اضافی مراد ہے، یعنی باعتبار خالقیت بعض اشیا کے کہ اس پر قدرت کمالات ضروریہ متعلقہ بہ الوہیت سے ہے عموم فرمایا گیا، پس اس کا مقتضی صرف اس قدر ہے کہ الوہیت کے لیے جو مبدئیتیں لازم و ضروری ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو بتما مہا حاصل ہیں، الفاظ عموم کا عموم اضافی میں مستعمل ہونا محاورات جمیع السنہ میں بلا تکثیر جاری ہے، اور خود قرآن مجید میں مذکور، بلقیس کی نسبت فرمایا گیا ﴿وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ﴾ (۲) یعنی اس کے پاس تمام چیزیں تھیں۔ یہ ظاہر ہے کہ اس کے پاس اس زمانہ کی ریل اور تار برقی اور لمپ اور گیس اور فوٹو وغیرہ ہرگز نہ تھے، وہاں بھی اشیا کے ضروریہ لازمہ سلطنت کا عموم مراد ہے، پس ایسا عموم مثبت مدعائے زید ہرگز نہیں، اجوبہ مذکورہ سے واضح ہو گیا کہ زید کا عقیدہ اور قول سراسر غلط اور خلاف نصوص شرعیہ ہے، ہرگز اس کا قبول کرنا کسی کو جائز نہیں۔ زید کو چاہیے کہ توبہ کرے اور اتباع سنت اختیار کرے۔

تمام ہوئی ولید پلید کی تقریر کفر تخمیر۔ تو آپ ہی فرمائیے کہ اس خبیث کا یہ جواب کفر بے حجاب و تنقیص شان رب الارباب عز جلالہ ہے یا نہیں؟

سوال شانزدہم

اس نے اس کلام ملعون میں مبدئیت کی دو قسمیں: مبدئیت کل، و مبدئیت بعض کر کے قسم اول کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت مانا یا نہیں؟۔ کہو مانا اور صراحۃً مانا، تو اس کے نزدیک مبدئیت الہی صاف صاف قسم دوم کی ہوئی یا نہیں؟۔ کہو ہوئی اور ضرور ہوئی، اب اسی قسم پر کہتا ہے کہ اس میں اللہ کی کیا تخصیص ہے، ایسا مبدأ ہونا تو ہر کس گر، ہر کمھار کے لیے بھی حاصل ہے، تو صاف صریح، بے پھیر پھار، بے گنجائش انکار، اس نے کہا یا نہیں کہ جیسا مبدأ اشیا ہونا اللہ کے لیے ثابت ہے ایسا تو ہر کس گر، ہر کمھار کے لیے حاصل ہے۔ کیا اس میں اس نے صراحۃً اللہ واحد قہار کو گالی دی یا نہیں؟۔ بولودی اور ضروری۔

سوال ہفتدہم

حفظ الایمان والی رسلیا کی تقریر بعینہ یہی تقریر ولید پلید ہے یا نہیں؟۔ کہو ہے اور ضرور ہے، اس

(۲) [سورة النمل: ۲۳]

(۱) [سورة الأنعام: ۱۰۲]

کے مصنف نے بھی اس کلام ملعون میں علم متعلق بہ غیوب کی دو قسمیں: علم کل و علم بعض، کر کے قسم اول کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت مانا یا نہیں؟ کہو مانا اور صراحۃً مانا، تو اس کے نزدیک علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاف صاف قسم دوم کا ہوا یا نہیں؟ کہو ہوا اور ضرور ہوا، اب اسی قسم پر کہتا ہے کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ تو صاف صریح، بے پھیر پھار، بے گنجائش انکار، اس نے کہا یا نہیں کہ مغیبات کا جیسا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہے ایسا تو ہر پاگل، ہر چوپائے کے لیے حاصل ہے، کیا اس میں اس نے صراحۃً محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی یا نہیں؟۔ بولودی اور ضروری۔

سوال ہشت دہم

رسلیا والا اپنے کفر پر پردہ ڈالنے کو ایک مکر یہ گڑھتا ہے:

”کہ لفظ ایسا کا یہ مطلب نہیں کہ جیسا علم واقع میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے الخ۔ نعوذ باللہ منها۔ بلکہ مراد اس لفظ ایسا سے ہے مطلق بعض علم گو وہ ایک ہی چیز کا ہو، اور گو وہ چیز ادنیٰ ہی درجے کی ہو، کیوں کہ اوپر بھی مذکور ہو چکا ہے کہ بعض سے مراد عام ہے، اور عبارت آئندہ بھی اس کی دلیل ہے، ہو قولہ: کیوں کہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے سے مخفی ہے،۔ یوں ہی ولید پلید کہتا ہے کہ لفظ ایسا کا یہ مطلب نہیں کہ جیسا مبداء ہونا واقع میں اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے الخ۔ نعوذ باللہ منها۔ بلکہ مراد اس لفظ ایسا سے ہے: مطلق بعض شی کا مبداء ہونا گو وہ ایک ہی چیز کا ہو، اور گو وہ چیز ادنیٰ ہی درجے کی ہو، کیوں کہ اوپر بھی مذکور ہو چکا ہے کہ بعض سے مراد عام ہے، اور عبارت آئندہ بھی اس کی دلیل ہے، و ہو قولہ: کیوں کہ ہر شخص کوئی نہ کوئی ایسی بات کرتا ہے جس کی اسی سے ابتدا ہے“۔

ان بلید و پلید دونوں کا یہ مکر کیسا ہے، اور دونوں مردود ہیں یا ایک مردود، دوسرا مقبول، تو وجہ فرق کیا ہے؟۔ حالاں کہ دونوں نے بعینہ ایک کلام کہا ہے۔

سوال نواز دہم

ولید پلید کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا مبداء ہونا اور رسلیا والے کے نزدیک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم واقع میں محیط کل ہے یا محیط بعض؟۔ اول کو آپ ہی تو عقلاً و نقلاً باطل بتا آیا، تو ضرور واقع میں مبدئیت خدا و علم مصطفیٰ ایسا ہی مانتا ہے جیسے کہ کہہ رہا ہے: تو ہر کس گر کمھار، ہر پاگل جانور کو حاصل ہے۔ پھر کدھر بھاگتا ہے کہ لفظ ”ایسا“ کا یہ مطلب نہیں کہ جیسا کہ علم واقع میں الخ۔ کیوں جناب تھانوی صاحب یہ ان دونوں بلید پلید کی صریح کہہ کر مکر نی ہے یا نہیں؟۔

سوال بستم

رسلیا دالا دوسرا فریب یہ بتاتا ہے کہ...

”پھر اس عبارت سے چند سطر بعد دوسری عبارت میں تصریح کہ نبوت کے لیے جو علم لازم و ضروری ہیں وہ آپ کو تمامہا حاصل ہو گئے تھے، انصاف شرط ہے جو شخص آپ کو جمیع علوم عالیہ شریفہ متعلقہ نبوت کا جامع کہہ رہا ہے کیا وہ نعوذ باللہ زید و عمرو صبی و مجنون و حیوانات کے علم کو مماثل آپ کے علم کے بتلائے گا، کیا زید و عمرو وغیرہ کو یہ علوم حاصل ہیں، یہ علوم تو آپ کے مثل دوسرے انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل نہیں۔“

یوں ہی ولید پلید کہتا ہے:

”کہ پھر اس عبارت سے چند سطر بعد دوسری عبارت میں تصریح ہے کہ الوہیت کے لیے جو مبدئیتیں لازم و ضروری ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو بہ تمامہا حاصل ہیں، انصاف شرط ہے، جو شخص اللہ تعالیٰ کو جمیع مبدئیات عالیہ شریفہ متعلقہ الوہیت کا جامع کہہ رہا ہے کیا وہ نعوذ باللہ زید و عمرو بن لُحی اور کسکروں کمھاروں جانوروں کی مبدئیت کو مماثل اللہ کی مبدئیت کے بتلاوے گا، کیا زید و عمرو وغیرہ کو یہ مبدئیتیں حاصل ہیں، یہ مبدئیتیں تو انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کو بھی حاصل نہیں۔“

ان دونوں بلید و پلید کے اس فریب میں کیا فرق ہے؟

سوال بست و یکم

کیا ان دونوں بلید و پلید کے اس مکر سے ان ملعون کلموں کی شاعت اٹھ جائے گی کہ جیسی مبدئیت اللہ کی ہے ایسی تو ہر کسگر کمہار کو حاصل ہے، جیسا علم حضور کو ہے ایسا تو ہر پاگل ہر جانور کو حاصل ہے۔

سوال بست و دوم

رسلیا والا تیسری چال یہ چلتا ہے:

”کہ بلکہ اس شق پر جو محذور لازم کیا گیا اس میں غور کرنے سے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ مشابہت کی نفی کی گئی ہے، چنانچہ بعض علوم غیبیہ کے مراد لینے پر یہ خرابی بتلائی ہے کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص الخ۔ یعنی اس صورت میں آپ کی تخصیص نہ رہے گی بلکہ زید و عمرو وغیرہ بھی اس صفت میں آپ کے شریک و مشابہ ہو جائیں گے حالاں کہ آپ کی صفات خاصہ کمالیہ میں کوئی آپ کا شریک و مشابہ نہیں ہے، اس لیے یہ شق باطل ہوئی۔“

یوں ہی ولید پلید کہتا ہے کہ...

”بلکہ اس شق پر جو محذور لازم کیا گیا اس میں غور کرنے سے تو معلوم ہو سکتا کہ مشابہت کی نفی کی گئی ہے، چنانچہ مبدئیت بعض اشیاء مراد لینے میں یہ خرابی بتلائی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی کیا تخصیص الخ۔ یعنی اس صورت میں اللہ کی تخصیص نہ رہے گی بلکہ زید و عمرو وغیرہ بھی اس صفت میں اس کے شریک و مشابہ ہو جائیں گے حالانکہ اس کی صفات خاصہ کمالیہ میں کوئی اس کا شریک و مشابہ نہیں ہے۔ اس لیے یہ شق باطل ہوئی۔“

ان دونوں کی اس چال میں کیا فرق ہے؟

سوال بست و سوم

ان دونوں بلید و پلید کی یہ چال صریح بے ایمانی ہے یا نہیں؟ کی تو صاف صاف نفی تخصیص کہ یہ اللہ و رسول سے خاص نہیں، ہر کسکر کمہار، پاگل جانور کو حاصل ہیں، اور بننا چاہتے ہیں طالب تخصیص، یعنی ہم نے تو یہ کہا تھا کہ ایسے ہونا چاہئیں کہ اللہ و رسول سے خاص ہوں۔ بے ایمانوں! تخصیص تو وہ چاہے جو ان کو ان کی صفت جانے، تم دونوں تو اللہ و رسول پر ان کا حکم ہی صحیح نہیں مانتے، نہ کہ ان کی ان کے لیے خصوصیت چاہو۔ ع

شرم بادت از خدا و از رسول

کیوں جناب تھانوی صاحب، ان دونوں بلید و پلید کی مکاری سے بڑھ کر اور کیا مکاری ہوگی، بکس کفر اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے اسلام بنانا چاہیں، کیوں جناب تھانوی صاحب کیا جو خود کہا اسے اس کی نقیض پر حمل کر کے ہر کافر مسلمانی کا دعویٰ نہیں کر سکتا؟

سوال بست و چہارم

رسلیا والا چوتھا داؤں یہ کھیلتا ہے کہ...

”اگر بزعم معترض تشبیہ کے لیے بھی ہو تب بھی علم زید و عمرو وغیرہ کو علم رسول اللہ سے تشبیہ نہیں دی گئی بلکہ مطلق بعض علوم سے جس کا اوپر ذکر ہے“ یوں ہی ولید پلید کہتا ہے ”اگر بزعم معترض تشبیہ کے لیے بھی ہو تب بھی مبدئیت زید و عمرو بن لہی وغیرہ کو مبدئیت خدا سے تشبیہ نہیں دی گئی بلکہ مطلق بعض مبدئیت سے جس کا ذکر اوپر ہے“ ان دونوں کے اس داؤں میں کیا فرق ہے؟

سوال بست و پنجم

جناب تھانوی صاحب ملاحظہ ہو کہ ایمان کے ساتھ ان دونوں بے ایمانوں کے حواس بھی جاتے رہے ہیں، سبحان اللہ! علم زید کو تشبیہ دی ہے مطلق بعض علوم سے۔ مبدئیت زید کو تشبیہ دی ہے مطلق بعض

مبدئیت سے۔ آج تک کسی سلیم الحواس نے فرد کو مطلق سے تشبیہ دی ہے، جیسے کہیے کہ...
”تھانوی صاحب تو بالکل ایسے ہیں جیسے آدمی۔“

کیوں جناب تھانوی صاحب! ان دونوں مکاروں کا یہ کھسیانا داؤں ان کی فصد لینا چاہتا ہے یا نہیں؟۔ بلکہ یقیناً ایک فرد کو دوسرے سے تشبیہ دی، اور وہ مطلق وجہ شبہ ہے کہ دونوں میں مشترک ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم ہی کو ہر پاگل جانور کے علم سے تشبیہ دی، اللہ عزوجل کی مبدئیت ہی کو ہر کسگر کمہار کی مبدئیت سے تشبیہ دی، اور پھر بے ایمانی محض منہ زوری سے مسلمانی پکڑا چاہتے ہیں۔ ان سے کہیے: خبیثو! دور رہو، تمہارا منہ اور مسلمانی، کیوں تھانوی صاحب یہ ٹھیک ہے یا نہیں؟۔
سوال بست و ششم:

رسلنا والا جعل یہ گانٹھتا ہے کہ...

”بلکہ بفرض محال اگر علم رسول سے بھی تشبیہ ہوتی تب بھی من کل الوجوہ نہ ہوتی، بلکہ صرف اتنے امر میں کہ جس طرح مطلق بعض غیوب کا حصول آپ کے لیے علت ہو گیا اطلاق عالم الغیب کے لیے، اسی طرح مطلق بعض غیوب کا حصول دوسروں کے لیے علت ہو جائے گا اطلاق عالم الغیب کے لیے، اگرچہ یہ دونوں بعض متغائر ہوں“

یوں ہی ولید پلید کہتا ہے کہ...

”بلکہ بفرض محال اگر مبدئیت خدا سے بھی تشبیہ ہوتی تب بھی من کل الوجوہ نہ ہوتی بلکہ صرف اتنے امر میں کہ جس طرح مطلق مبدئیت بعض کا حصول اللہ کے لیے علت ہو گیا اطلاق مبداء فیاض کے لیے اسی طرح مطلق مبدئیت بعض کا حصول دوسروں کے لیے علت ہو جائے گا اطلاق مبداء فیاض کے لیے، اگرچہ یہ دونوں بعض متغائر ہوں“

ان دونوں کی اس جعل سازی میں کیا فرق ہے؟۔

سوال بست و ہفتم:

جناب تھانوی صاحب! ان دونوں بے ایمانوں کی مکاری دیکھیے: کسگر کمہار کی مبدئیت اور اللہ عزوجل کا مبداء ہونا مشبہ و مشبہ بہ تھے، اور مطلق مبدئیت بعض وجہ شبہ، اور صحت اطلاق مبداء فیاض کے لیے علت ہونا اس پر متفرع کہ... خبیث نے یہ تشبیہ دے کر اس پر تفریع کی تھی کہ... تو چاہیے کہ ہر کمہار کو مبداء فیاض کہا جائے، یوں ہی ہر پاگل جانور کے علم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اقدس مشبہ و مشبہ بہ تھے اور مطلق علم بعض مغیبات وجہ شبہ، اور صحت اطلاق عالم الغیب کے لیے علت ہونا اس پر متفرع کہ.. مردک نے یہ تشبیہ دے کر اس پر

تفریع کی تھی کہ۔ تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے، اب دونوں خبیث و مردک اس تفریع ہی کو وجہ شبہ کیے دیتے ہیں، کیا آپ کے نزدیک ان بدحواسوں کی مت ٹھکانے ہے؟

سوال بست و شتم:

رسلیا والا چھٹا جل یہ کھلتا ہے کہ...

”ایسی تشبیہ من بعض الوجوہ تو نص قطعی قرآنی میں موجود ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ (۱)

تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں

﴿إِنْ تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ﴾ (۲)

اگر تمہیں دکھ پہنچتا ہے تو انھیں بھی دکھ پہنچا جیسا تمہیں پہنچتا ہے۔

اول میں مقبول کی ایک حالت کو غیر مقبول کی ایک حالت سے۔ اور دوسری میں غیر مقبول کی ایک

حالت کو مقبول کی حالت سے تشبیہ دی ہے“

بعینہ اسی طرح ولید پلید کا فرکتا ہے، ان دونوں کے اس جل میں کیا فرق ہے؟

سوال بست و نہم:

جناب تھانوی صاحب! آپ نے ان خبیثوں کی بے ایمانی دیکھی، کہاں تو مسلمانوں کی تسکین کو اللہ تعالیٰ کا

یہ فرمانا کہ اگر لڑائی میں تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو ایسی ہی تکلیف کافروں کو بھی پہنچتی ہے، اور ان پلید و بلید کا ایک کمال خدا

ورسول کی نفی کے لیے یہ یکنہ کہ جیسی مبدئیت اللہ کو ہے ایسی تو ہر کسگر کہہاں کو ہے، جیسا علم غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر پاگل جانور کو ہے۔ کیوں جناب تھانوی صاحب! ان بے ایمانوں کو کبھی مسلمان کی ہوا بھی لگی

ہے۔ اور جب ان دل کے اندھوں کو یہاں فرق نہ سوجھا تو یہ کیا سوچھے کہ مولیٰ عزوجل اپنے بندوں کی نسبت جو فرمائے،

یا محبوبان الہ براہ تو اضع جو اپنی نسبت فرمائیں انھیں دوسرا حجت بنا کر اپنی طرف سے بکے، تو ایمان سے جائے، زبان

گدی کے پیچھے سے کھینچی جائے، جہنم کی آگ میں ”ذوق انک انت الاشرف الرشید“ کہہ کر چلا جائے۔

اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ﴾ (۳)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱) [سورة الکہف: ۱۱۰] (۲) [سورة النساء: ۱۰۴]

(۳) □

((ارسلنا ابن امراة قرشية تاكل الفديد)) (۱)

دوسرا تو کہہ دیکھے، جناب تھانوی آپ نے سنا ہوگا کہ کافروں نے رسولوں سے کہا:

﴿مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا﴾ (۲)

کیا مسلمان بھی ایسا کہتے تھے؟۔

انبیاء را ہم چوں خود پنداشتند

ہمسری با اولیا برداشتند

کیوں جناب تھانوی صاحب! ان دونوں پلید و بلید پر کئے لاکھ تلف کی جائے۔

سوال سیم:

رسلِیاء والا سا تو اس چھل یہ چلتا ہے کہ...

”البتہ اگر کوئی صرف اس تشبیہ پر اکتفا کر کے وجوہ تفاوت و تفاضل کو بیان نہ کرے تو بے شک قبیح

ہے، لیکن جب اس کا ساتھ ساتھ بیان ہو جیسا کہ قرآن مجید میں ﴿مِثْلُكُمْ﴾ کے بعد ﴿يُوحَىٰ إِلَىٰ﴾

ہے، اور ﴿تَالْمُؤْمِنِ﴾ کے بعد ﴿وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ﴾ ہے، اور جیسا کہ تقریر مذکور میں کہ

کلام متلاصق و متناسق ہے آپ کا جامع علوم لازمہ نبوت ہونا مصرح ہے، یا طرز بیان تفاوت پر دال ہو،

پھر کیا قباح ت ہے؟۔ اور جب کہ تشبیہ ہی نہ ہو تب تو شبہ کا کوئی موقع ہی نہیں“

یوں ہی ولید پلید کہتا ہے کہ

”البتہ اگر کوئی صرف اس تشبیہ پر اکتفا کر کے وجوہ تفاوت و تفاضل کو بیان نہ کرے تو بے شک قبیح

ہے لیکن جب اس کا بھی ساتھ ساتھ بیان ہو جیسا کہ قرآن مجید میں ﴿مِثْلُكُمْ﴾ کے بعد ﴿يُوحَىٰ إِلَىٰ﴾

ہے، اور ﴿تَالْمُؤْمِنِ﴾ کے بعد ﴿وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ﴾ ہے اور جیسا کہ تقریر مذکور میں کہ

کلام متلاصق و متناسق ہے اللہ تعالیٰ کا جامع مبدئیات لازمہ الوہیت ہونا مصرح ہے، یا طرز بیان تفاوت

پر دال ہو پھر کیا قباح ت ہے؟۔ اور جب کہ تشبیہ ہی نہ ہو تب تو شبہ کا کوئی موقع ہی نہیں“۔

ان دونوں کے اس چھل میں کیا بل ہے؟۔

سوال سی و یکم:

جناب تھانوی صاحب! آپ نے ان بے ایمانوں کی خباثت دیکھی، کیا اللہ و رسول کو بری

(۱) []

(۲) [سورة يسين: ۱۵]

تشبیہیں دینی اسی وقت کفر ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ ان کی کوئی خوبی نہ بیان کی جائے، اور اگر اس کے ساتھ ایک آدھ خوبی بیان کر دو تو پھر اللہ و رسول کو جیسی ذلیل سے ذلیل چاہو تشبیہیں دو کچھ قباحہ نہیں۔ قباحہ تو جب سوچے کہ دل میں اللہ و رسول کی عظمت ہو، ایمان ہو محبت ہو۔

سوال سی و دوم:

جناب تھانوی صاحب خفا ہونے کی بات نہیں جو اللہ و رسول کو کہہ چکے ہوا پنوں کو بھی کہو گے، یا وہاں غیظ و غضب سے بھڑکتی آگ میں رہو گے۔

آپ کی ذریات نے ایک شیطنیت یہ نکالی ہے کہ آپ اور آپ کے بڑے جیسی ناپاک سی ناپاک بات چاہیں اللہ و رسول۔ جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کی جناب میں منہ بھر کر بک جائیں وہ تو سب شیر مادر اور کمال ملائی کا جوہر۔ اس پر اہل اسلام جوان دشنامیوں پر حکم شرع لگائیں یا آفتاب پران کا تھوکا ہوا ان کے منہ پر پلٹیں تو بے تہذیب ہیں، بازاری گفتگو کرتے ہیں، قابل خطاب نہیں، لائق کلام اہل حجاب نہیں، اس ڈھٹائی بے حیائی کی کچھ حد ہے، تو بات کیا ہے یہ کہ تمہاری جھوٹی عزت، ساختہ وقعت ان کی نگاہوں میں اللہ و رسول کی سچی عظمت سے بدرجہا زائد ہے، جب تو تم اللہ و رسول کو جیسی چاہو گالیاں دو، آنکھوں سکھ، کلچے پے ٹھنڈک، اور اس پر مسلمان تمہارا نام الف کے تلے لیں تو بے تہذیب ہیں فحش کلام ہیں۔

﴿لَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ (۱)

خیر اس کا فیصلہ تو روز قیامت ہوگا۔

وہی آیت: ﴿اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ﴾ (۲)

جو آپ نے بسط البنان میں الٹی پڑھی اور تم پر حجت ہونے کے لیے اس کی لوح پر چڑھی کہ ((رب تالی القرآن والقرآن يلعنه)) وہی انشاء اللہ العزیز روز قیامت تمہارے گلوں پر سوار ہوگی، اور جو اللہ و رسول کی گالیوں کے جواب میں تمہیں کچھ کہنا بے تہذیبی بتاتے ہیں، ان سب سے بھی سوال ہوگا۔

﴿وقفوهم انهم مسئولون﴾ (۳)

انہیں ٹھہراؤ ان سے سوال ہونا ہے کہ اللہ و رسول تمہاری نگاہ میں ایسے ہلکے تھے، اور ان کے یہ بد

(۱) [سورة هود: ۱۸]

(۲) [سورة الحج: ۶۹]

(۳) []

گولعین اتنے بھاری۔ تمہیں یا تمہارے ماں باپ کو کوئی آدمی بات کہے تو تہذیب و انسانیت سب بالائے طاق رکھتے، ایک کی دس کہہ کر بھی پیچھا نہ چھوڑتے، اور اللہ و رسول کے دشنام دینے والوں کے ساتھ ایسے مقدس بے نفس بنتے۔

﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ﴾ (۱)

خیر یہ تو روز قیامت کا قصہ ہے ﴿اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَنَا وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ﴾ (۲)

اس وقت آپ سے ایک سادہ عرض ہے، سیدھی طرح انسان بن کر سنیے اور ہو سکے تو جواب دیجیے، ورنہ توفیق ملے تو کلمہ اسلام پڑھ کر توبہ کیجیے، ہاں ہاں، اور ولید و بلید تم دونوں نے اللہ و رسول کو تو وہ کچھ کہا کہ جیسی مبدئیت اللہ کو حاصل ہے ہر کسکر کہہاں کو حاصل ہے، جیسا علم غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا ہر پاگل ہر جانور کو ہے۔ اور اس پر جو خبر مسلمانوں نے تمہاری لی تو ”بسط البنان“ میں سات حیلوں حوالوں کی سوچھی، اور صاف ٹھہرا لیا کہ اللہ و رسول کی جناب میں ایسا منہ کھول دینے میں کچھ قباحت نہیں۔ اب سوال ہے کہ اگر سعید و حمید وغیرہما کہیں کہ جیسا علم جناب گنگوہی صاحب کو تھا ایسا تو ہر کتے کو ہوتا ہے۔ جیسا جناب نانوتوی صاحب کو تھا ایسا ہر الو کو ہوتا ہے۔ جیسا جناب تھانوی صاحب کو ہے ایسا تو ہر گدھے کو ہوتا ہے۔ جیسا جناب دہلوی کو تھا ایسا تو ہر سور کو ہوتا ہے۔ جناب گنگوہی صاحب کی صورت کتے کی سی تھی۔ جناب نانوتوی صاحب کی شکل الو کی سی تھی۔ جناب تھانوی صاحب کا چہرہ گدھے کا سا ہے۔ جناب دہلوی صاحب کا منہ سور کا سا تھا۔ اور وجہ شبہ یہ بتائے کہ گنگوہی و نانوتوی و تھانوی و دہلوی صاحبان کو بھی بعض علم ہے، اور کتے، الو، گدھے، سور کو بھی بعض ہے، اگرچہ جنابان مذکورین کو درسیات کا علم جتنا آج کل مولوی کہلانے کو لازم و ضروری ہے کتے، الو، گدھے، سور سے زائد ہے۔ جنابان مذکورین کا منہ، چہرہ، شکل، صورت بھی مخلوق ہے، حادث ہے، فانی ہے۔ اور کتے، الو، گدھے، سور کے منہ بھی مخلوق و حادث و فانی ہیں اگرچہ آدمی بچہ کہلانے کے لیے جو نقشہ لازم و ضروری ہے جنابان مذکورین کو بتا مہا حاصل ہے۔ تو کیا ایسا کہنا آپ حضرات پسند کریں گے؟ کیا اسے ان جنابوں کی توہین نہ کہیں گے؟ کیا جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے لکھ کر چھاپ دیا اور اب اس پر اڑے ہوئے ہو، جھوٹے بہانوں سے اسے بنانے کے پیچھے پڑے ہو، یوں ہی لکھ کر اپنے مہر و دستخط سے یہی الفاظ گنگوہی و نانوتوی

(۱) [سورة الشعراء: ۲۲۷]

(۲) [

واسمعیل دہلوی کی نسبت چھاپ دو گے، جو عذر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دے کر گڑھے، کیا یہاں جاری نہیں؟ سب بعینہا جاری ہیں۔

حمید و سعید کہتے ہیں کہ...

- (۱) ایسا سے مراد مطلق بعض وفانی ہے نہ کہ واقع میں جیسے جنابوں کے علم ورخ تھے۔
 - (۲) اس عبارت میں تصریح ہے کہ علم و شکل بہ قدر لازم مولویت و انسانیت انھیں حاصل تھے۔
 - (۳) بلکہ مشابہت کی نفی کی تھی کہ تخصیص چاہیے اور یہ خاص نہیں۔
 - (۴) گنگوہی و نانوتوی و تھانوی و اسمعیل دہلوی صاحبان کے علم ورخ کو کتے، الو، گدھے، سور کے علم ورخ سے تشبیہ نہ دی بلکہ مطلق بعض علوم وفانی رخ سے۔
 - (۵) تشبیہ بھی سہی تو من کل الوجوہ نہ تھی۔
 - (۶) من بعض الوجوہ ناقص و کامل کی تشبیہ قرآن عظیم میں موجود ہے۔
 - (۷) فقط تشبیہ پر سکوت ہوتا تو ایک بات تھی ہم نے ساتھ ساتھ وجہ تفاوت بھی تو بتادی۔
- تو کیا وجہ کہ آپ یہ عذرات اپنے بڑوں کے حق میں نہ سنیں، اور خود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں گڑھیں، بلکہ آپ کو تو حمید و سعید کے عذر پیش کرنے کی بھی حاجت نہ چاہیے، آپ خود ان عذرات کے بادی ہیں۔ وہ کہتے جائیں کہ گنگوہی صاحب سور کی طرح ہیں۔ نانوتوی صاحب گدھے کی مثل تھے۔ اسمعیل دہلوی صاحب کتے کی مانند تھے۔ اور آپ شاباش دیتے اور آمناء صدقنا کہتے جائیں، بلکہ حمید و سعید کے کہنے پر کیوں رکھیے، خود ہی وہ لائق و بلند خطابات اپنے ان بڑوں کی نسبت لکھ کر چھاپے، اور ہزار پانچ سو نسخے ہمیں بھیجے کہ آپ کی ”خفص ایمان“ کی طرح ملک میں شائع کریں اور آپ کا عذر مسلمانوں کو سنائیں کہ بھائیو! جناب تھانوی صاحب کو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہی خاص عداوت نہیں، ان کی بولی ہی یہ ہے، وہ اپنے بڑوں کو بھی ایسا ہی کہتے ہیں۔ کیوں تھانوی صاحب! صلاح کیسی ہے؟ تمہارے نفع کی کبھی، ہاں ہاں وہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے جن کو منہ بھر کہا اور چھاپ دیا، اپنے بڑوں کی طرف ایسا خیال کرتے کلیجہ چار چار ہاتھ اچھلے گا۔ یہ ہے تمہارا اسلام، یہ ہے تمہارا ایمان۔

﴿لَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ (۱)

مسلمانو! اس سے زیادہ اور بھی وضوح حق کا ذریعہ ہے؟۔

سوال سی وسوم:

جناب تھانوی صاحب! آپ پلید و بلید دونوں کی ستم بوکھلاہٹ آٹھویں عیاری ملاحظہ کریں: مسلمانوں نے جب ان بے ایمانوں پر قہر الہی اتارا کہ مرد کو! تم نے دو ہی قسموں میں حصر کیا، یا تو کل کو محیط ہو اس طرح کہ ایک فرد بھی خارج نہ رہے (حفظ الایمان ص ۸)۔ یا مطلق بعض ایک ہی چیز کی قدر ہو کہ چیز ادنیٰ ہی درجہ کی ہو (بسط البنان ص ۴)۔ جس کے سبب تمہارے نزدیک اللہ عزوجل کی مبدئیت بے پایاں، اور یزید و عمر و بن لُحی اور ہر کسگر کمہار کی ذلیل مبدئیت میں کچھ فرق نہ رہا، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم بے انتہا، اور یزید و عمر اور ہر پاگل و جانور کے ذلیل علم میں کچھ تفاوت نہ رہا۔ جس کی بنا پر ولید پلید تو پوچھنے بیٹھا کہ خدا اور کمہار میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ اور رسلیا والا بلید تو پوچھنے بیٹھا کہ نبی اور چوپائے میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔

مرد کو! یوں تو خدا کی قدرت سے بھی منکر ہو بیٹھو کہ بعض پر قدرت ہونا مراد ہے، تو اس میں اللہ عزوجل کی کیا تخصیص ہے ایسی قدرت تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ اور اگر کل اشیا پر قدرت مراد ہے اس طرح کہ اس کا ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے۔ کہ اشیا میں خود ذات باری بھی ہے، اور اسے خود اپنی ذات پر قدرت نہیں۔ یہ دیکھ کر خبیثوں کے پیٹ میں چوہے دوڑے، اب ان دو احتمالوں کے سوا تیسرا سوچھا، اپنی عبارتوں میں تو اس کا کہیں پتہ نہ تھا، لہذا بزور زبان نری ڈھٹائی سے اپنی ایک ہی شق کے دو ٹکڑے کر کے وہ تیسرا اس میں داخل کر لیا۔ رسلیا والا بولتا ہے:

”ایک شق اور محتمل تھی کہ آپ کو عالم الغیب تو کہیں مگر نہ تو بنا بر جمیع علوم غیر متناہیہ کے، اور نہ بنا بر مطلق بعض علوم کے، تاکہ اشتراک لازم آوے، بلکہ بنا بر علوم وافرہ عظیمہ کے جو دوسروں کو حاصل نہیں، سو یہ شق یہاں صراحۃً مذکور نہیں، مگر اس کی طرف بھی مع جواب کے اس قول میں اشارہ کر دیا ہے کہ اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے، یعنی اگر آپ کو عالم الغیب کہنے اور دوسروں کو عالم الغیب نہ کہنے کا التزام کیا جائے تو شرعاً اس فرق کے معتبر ہونے پر دلیل لانا ضروری ہے، یعنی یہ ثابت کرنا چاہیے کہ عالم علوم شریفہ کثیرہ پر شریعت نے عالم الغیب کو اطلاق کرنے کی اجازت دی ہے۔

یوں ہی ولید پلید کہتا ہے: ایک شق یہاں اور محتمل تھی کہ اللہ تعالیٰ کو مبدیٰ فیاض تو کہیں مگر نہ تو بنا بر مبدئیت جمیع اشیا حتیٰ خود ذات الہی کے، اور نہ بنا بر مطلق مبدئیت بعض اشیا کے، تاکہ اشتراک لازم آئے

، بلکہ بنا بر مبدئیات وافرہ عظیمہ کے جو دوسروں کو حاصل نہیں، سو یہ شق یہاں صراحۃً مذکور نہیں مگر اس کی طرف بھی مع جواب کے اس قول میں اشارہ کر دیا ہے کہ اگر التزام نہ کیا جاوے تو خدا و غیر خدا میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے، یعنی اگر اللہ تعالیٰ کو مبدیٰ فیاض کہنے اور دوسروں کو مبدیٰ فیاض نہ کہنے کا التزام کیا جائے تو شرعاً اس فرق کے معتبر ہونے پر دلیل لانا ضروری ہے، یعنی ثابت کرنا چاہیے کہ مبدییت اشیائے شریفہ کثیرہ پر شریعت نے مبدیٰ فیاض اطلاق کرنے کی اجازت دی ہے۔

جناب تھانوی صاحب! ذرا ان دونوں مردوں کی عقل کے ناخن تو لیجیے، کیا کسی ذی عقل مسلمان کے وہم میں بھی یہ شقیں گزرنے کی تھیں، کہ ذلیل سی ذلیل اور ادنیٰ سی ادنیٰ صفت جو ہر کسکر کمہار، ہر پاگل چوپائے میں پائی جائے ہم اس سے اللہ و رسول کو موصوف کر کے ان کی یہ تعریفیں کرتے ہیں۔ یا یہ کہ جب تک اللہ خود اپنی ذات کا مبدیٰ نہ ہو جائے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمیع علوم الہیہ کو محیط نہ ہو جائیں، ہم ان کی یہ تعریفیں نہ کریں گے، بلکہ قطعاً یقیناً تعریفوں کا منشا وہی شق تھی جسے یہ خبثا دانستہ چھوڑ گئے، تو اس بے ایمانی کی کچھ حد ہے کہ خصم کے مقابل دو صریح باطل شقیں جو ہر گز نہ اس کی مقول، نہ اس کو مقبول، نہ کسی عاقل کے نزدیک معقول، ان کا بطلان بیان کر دیجیے۔ اور شق صحیح کہ یقیناً وہی ان کے خصم کی مراد، اور ہر عاقل کا ذہن اسی کی طرف جائے، یوں چھوڑ جائیے۔ یا بفرض غلط اشارہ کے گھونگھٹ میں چھپائیے، جسے آپ سمجھیں یا آپ کا پیٹ۔

کیوں تھانوی صاحب! پاگل کے سوا کوئی بھی ایسی پلید حرکت کرے گا۔ کیوں تھانوی صاحب! اصل مقصود کو پردے میں چھپا جانا، جھانولی بتا جانا، اور دو صریح مہمل باتیں کہ کسی کے وہم میں بھی نہ ہوں ان کو یوں چمک چمک کر طویل بیان میں لانا، پاگل کے سوا کس کا کام ہے۔ کیا آپ ان خبیثوں سے نہ پوچھیں گے کہ مرد کو! یہ کس نے کہی تھیں کہ تم ان کو رد کرتے ہو، اور جو صریح واضح مراد تھی اسے چھوڑ کر چنپٹ بنتے ہو، آخر پاگل تو ہو نہیں، بلکہ تکفیر سے بچنے کے لیے دانستہ بنتے ہو، کیوں تھانوی صاحب کیسی کہی۔

سوال سی و چہارم:

اصل مقصود یوں بچا کر دو مہمل باتوں پر گر مانا، جو کسی طرح ان کے خصم کیا کسی کے وہم میں نہ تھیں، اور اس پر وہ ناپاکیاں گانا کہ جیسا علم غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر پاگل، ہر چوپائے کو ہے۔ جیسا مبدیٰ فیض خدا ہے ایسا تو ہر کسکر کمہار کو ہوتا ہے۔

جناب تھانوی صاحب! آپ اس قصدی تبدیلی بحث کا کچھ اور فائدہ بتا سکتے ہیں سو اس کے کہ ان پلید و بلید کو منظور ہی یہ تھا کہ اللہ و رسول کی جناب میں ایسی خباثتیں کہیں، اصل مقصود پر بحث کرتے تو

وہاں ان ملعون لفظوں کی کب گنجائش ملتی، دوسرا کوئی ملعون بات کہے تو اس کی شاعت ظاہر کرنی مجبوری ہے، مگر وہ بات کہ نہ دوسرے نے کہی، نہ اس کے خواب و خیال اور وہم و گمان میں، نہ کسی عاقل کے نزدیک اس کی اصلا گنجائش تھی، وہ اپنے دل سے تراش کر لاکھڑی کرنی اور عظمت والی بارگاہوں پر یوں گالیاں برسائی، سو اس خبیث بد باطن کے کس کا کام ہے جسے مقصود ہی اللہ و رسول کی جناب میں گالیاں لکھنا تھا۔ کیوں جناب تھانوی صاحب! کیا آپ کسی مسلمان عاقل سے اس کی نظیر پیش کر سکتے ہیں، میں جانتا ہوں آپ بے مثال نہ سمجھیں گے، اللہ و رسول کی جناب میں آپ بک چکے ہیں، ہم تفہیم کے لیے مثال پیش کریں تو معاف فرمانا، حاشا ہم خود نہیں کہتے ہیں بلکہ بات یہ ہے کہ اللہ و رسول کی جناب میں گستاخی آپ صاحبوں نے کی اور ہلکی سمجھی، اور اسے بنانے کی رات دن فکر رکھی، تو یہ دکھانا ہے کہ اگر اسی طرز کا کلام کوئی بے باک تمھیں اور تمھارے بڑوں کو کہے تو تمھیں کتنا برا لگے، جس سے تم سمجھ جاؤ کہ ہاں واقعی تم سے گستاخی ہوئی، اور تم نہ سمجھو تو مسلمان تو سمجھ لیں، جو انداز تقریر اپنے لیے اتنا برا لگا خدا اور رسول پر بے دھڑک بکا، ایمان کا حال معلوم ہو گیا۔

لہذا اور دریافت ہے کہ زید کہے: حضرت اسماعیل دہلوی و جناب گنگوہی و جناب نانوتوی و جناب تھانوی صاحبان ہر ایک صاحب بے نظیر ہیں، اس پر اگر کوئی بے باک بول اٹھے کہ... ”اگر بے نظیر سے یہ مراد کہ یہ لوگ۔ معاذ اللہ۔ اللہ کی طرح وحدہ لا شریک لہ ہیں، جب تو اس کا بطلان دلیل عقلی نقلی سے ظاہر، اور اگر یہ مراد کہ ان میں ہر ایک کے پیچھے دفع نجاست کا ایک راستہ ہے، تو اس میں ان کی کیا تخصیص یہ سوار خ تو ہر کتے سور کے ہوتا ہے، تو چاہیے سب کو بے نظیر کہا جائے، پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں ہر کتے سور کو بھی بے نظیر کہوں گا، تو بے نظیر کہنے میں ان صاحبوں کا کیا کمال ہوا جس میں کتے سور تک شریک ہیں۔ اور اگر التزام نہ کیا جائے تو جناب اسماعیل دہلوی، گنگوہی، نانوتوی، تھانوی، اور کتے سور میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔“

تو اللہ کو ایک جان کر کہنا: کیا اسے ان صاحبوں کی توہین کرنے والا نہ جانو گے، ضرور جانو گے، اور ہم بھی کہیں گے کہ اس نے بہت بے ہودہ بات کہی، بے تہذیبی برتی۔ اس سوراخ پر بے نظیر کس نے کہا تھا۔ یا اس کا یہاں کیا احتمال تھا۔ یا اس طرف کس کا ذہن جاسکتا تھا۔ کچھ بھی نہیں، بلکہ اس بے باک کو ان حضرات کے سوراخ بکھانا تھے، اس لیے بحث بدل کر اصل مقصود چھوڑ کر ان کے سوراخ لے کر چلا۔

ایمان سے کہنا: بعینہ یہی حالت ان دونوں بلید و پلید کی ہے یا نہیں؟ ہر کسکر کمہار جتنی نئی بات کر لیتا ہے، ہر پاگل چوپایا جو ایک آدھ بات دوسرے سے مخفی جانتا ہے۔ اس پر مبداء فیاض ہونے،

یا غیوب جاننے کا حکم کس نے کیا تھا۔ یا اس کا یہاں کیا احتمال تھا۔ یا اس طرف کس کا ذہن جاسکتا تھا۔ کچھ بھی نہیں، بلکہ ان ناپاکوں کو منظور ہی یہ تھا کہ اللہ و رسول کی جناب میں ایسے ذلیل و شرم ناک الفاظ کہیں، اس لیے بحث بدل کر، اصل مقصود چھوڑ کر، مطلق بعض علم و مبدئیت لے کر چلے۔ ہاں فرق اتنا ہے کہ اس شخص کو عقلاً صرف بے تہذیب کہیں گے، اور اس ولید پلید اور رسلید والے بلید کو کافر مرتد، کہ اس کی بے باکی اسماعیل و گنگوہی و نانوتوی و تھانوی کے ساتھ تھی، اور ان پلید و بلید کی گستاخی اللہ واحد قہار اور حضور سیدالابرار کی بارگاہ میں۔ جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ﴾ (۱)

سوال سی و پنجم:

جناب تھانوی صاحب! ملاحظہ ہو ان دونوں پلید و بلید کا صاف صریح حاصل تقریر یہ ہے کہ اس حکم کی صحت کا منشا۔ یا مطلق بعض علم و مبدئیت ہے۔ یا علم و مبدئیت محیط کل۔ ثانی باطل ہے، اور اول میں اللہ و رسول کی کیا تخصیص ایسے علم و مبدئیت تو ہر پاگل، ہر جانور، ہر کمہار، ہر کسگر کو حاصل ہیں۔ تو ان سب پر یہ حکم صحیح ہونا چاہیے، یہاں تک بزعم خود ثابت کر لیا کہ یہ منشا سب میں مشترک ہے اور باہم کچھ فرق نہیں، اسی بنائے فاسد پر یہ چنائی چنی کہ اب دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو التزام کر لو کہ ہاں ہم سب کے لیے یہ اوصاف ثابت مانیں گے، تو اس میں اللہ و رسول کا کیا کمال ہوا، جس میں جانور تک شریک ہیں۔ اور اگر کہو کہ نہیں نہیں بلکہ اللہ و رسول کے لیے مانیں گے اور وہاں کے لیے نہ مانیں گے، تو اللہ اور کسگر کمہار اور نبی اور پاگل جانور میں وجہ فرق بتاؤ، علت کہ مطلق علم و مبدئیت کا حصول تھا سب میں مشترک ہے، پھر حکم اللہ و رسول کے ساتھ خاص اور کمہار، کسگر، پاگل، جانور سے منافی ہونا کیا معنی؟۔ یہ صاف صریح ان کی تقریر کا منطوق ہے۔ اس میں تیسری شق کدھر سے آگئی، ابتدائے کلام ان لفظوں سے تھی کہ...

”اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے“ الخ

”اللہ کی کیا تخصیص ہے“ الخ

جس کا صاف مطلب نفی فرق تھا، یعنی اتنی بات میں سب برابر ہیں کہ سب میں مشترک ہے، کسی کی خصوصیت نہیں۔ اور انتہائے کلام ان لفظوں پر ہوئی کہ...

”نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے“۔

”خدا و غیر خدا میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔“

یہ بھی وہی بات ہوئی کہ اس امر میں نبی و غیر نبی میں کچھ فرق نہیں۔ خدا و غیر خدا میں کچھ فرق نہیں۔ ہو تو بتاؤ کیا فرق ہے۔ تو اول تا آخر مسلسل متلاصق متناسق کلام کا آدھا الگ توڑ کر محض زبان زوری سے تیسرا احتمال داخل کیے لیتے ہیں جو اس تقریر کے بالکل خلاف ہے۔ یہاں تو نفی فرق ہو رہی ہے، اور اس تیسرے احتمال پر فرق تسلیم کیا ہے، وہ بھی اتنا عظیم کہ آسمان و زمین کے فرق کو اس سے کچھ نسبت نہیں، یعنی کہاں خدا کی مبدئیت، کہاں کسگر کمہار کی۔ کہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیب، کہاں پاگل جانور کے۔

کیوں تھانوی صاحب! نفی فرق کی شق کو تسلیم فرق کی شق بنانا، ان بلید و پلید کی کیسی کھلی بے ایمانی ہے۔ تھانوی صاحب! مطلب تو مطلب لفظوں ہی کو دیکھیے، کہاں تو یہ کہ..

”وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔“

یعنی کوئی وجہ فرق نہیں جو مدعی ہو بیان کرے، جس میں صاف انکار فرق ہے۔ اور کہاں یہ کہ...

”شرعاً اس فرق کے معتبر ہونے پر دلیل لانا ضرور ہے۔“

جس میں صاف اقرار فرق ہے۔ کیوں تھانوی صاحب! انکار کو اقرار ٹھہرا کر کونسا کافر مسلمان نہیں بن سکتا؟۔

سوال سی و ششم:

جناب تھانوی صاحب! ملاحظہ ہو کہ رسلِیا والے کو خود اس ”بسط البنان“ میں بھی تسلیم ہے کہ اس کی یہ تقریر مستقل دلیل ہے۔ ص ۴ پر کہتا ہے:

”میں نے اس دعوے پر دو دلیلیں قائم کی ہیں، وہ عبارت دوسری دلیل کی ہے جو اس لفظ سے شروع ہوئی ہے:

”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر الخ“

اب اگر اس کی دو شقی میں وہ تیسرا احتمال داخل نہ کریں جب تو بے شک یہ دلیل رہتی ہے اور وہ مستدل، اگرچہ یہ دلیل اسے جہنم کی طرف دلیل ہو کہ دو شقیں کر کے دونوں باطل کر دیں، مگر یہ اپنی دو شقی میں وہ تیسرا داخل کر کے وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے، کہ یہ معنی گڑھتا ہے کہ...

”اس فرق کے معتبر ہونے پر دلیل لانا ضرور ہے۔“

یہ دلیل نہ ہوئی بلکہ طلب دلیل ہوئی، اور یہ قائل مستدل نہ رہا بلکہ مانع ہو گیا، مگر خود اسے اب تک تسلیم ہے کہ وہ مستدل ہے مانع نہیں، اس کی یہ تقریر دلیل ہے سوال نہیں، تو اسی کے منہ واضح ہوا کہ اس کی دوشقی میں اس تیسری کا دخول ’’محض الایمان‘‘، تو ’’محض الایمان‘‘ اس ’’بسط البنان‘‘ کے ص ۴ لکھنے تک بھی اس کے ذہن میں نہ تھا، اب خصم کی مار بچانے کو یہ جھوٹا شاخسانہ چھیڑا اور خود اپنے اوپر بھی بہتان جوڑا ہے۔
سوال سی و ہفتم:

جناب تھانوی صاحب! ان دونوں پلید و بلید کی نویں غداری دیکھیے!
اولاً: سائل کا سوال کہ وہ بھی انہی کا خانہ ساز تھا اس کی عبارت ملاحظہ ہو جس میں صراحتاً یہ الفاظ موجود کہ...

زید کا یہ عقیدہ کیسا ہے؟۔
نہ یہ کہ صرف لفظ کو پوچھتا ہوا اگرچہ معنی صحیح ہوں، اسے یہ رسلیا والا یوں بناتا ہے کہ...
’’سوال میں مقصود اصل مسئلہ کی تحقیق نہیں ہے بلکہ عالم الغیب کے اطلاق کو پوچھا ہے۔‘‘
تھانوی صاحب دیکھیے! یہ بلید کیسا کذاب و دزد بکف چراغ ہے، سائل تو صاف صاف عقیدہ کو پوچھتا ہے، یہ نرے اطلاق لفظ پر ڈھالتا ہے۔
ثانیاً: جواب کے لفظ دیکھیے:

’’آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے‘‘
ملاحظہ ہو! نفس حکم کو صحیح نہیں مانتا، نہ کہ صرف اطلاق لفظ کو۔
ثالثاً: دلیل ذلیل جو پیش کی اگر ٹھیک پڑتی تو یہ بھی نفس حکم کا ابطال کر رہی ہے، نہ کہ صرف اطلاق لفظ کا، اگرچہ حکم صحیح اور منشا ثابت ہو، اور وہ اس تیسری شق پر منشاۓ حکم کو خود تسلیم کرتا اور انکار کو صرف اطلاق لفظ کی طرف پھیرتا ہے کہ...
’’یہ ثابت کرنا چاہیے کہ عالم علوم شریفہ کثیرہ پر شریعت نے عالم الغیب کو اطلاق کرنے کی اجازت دی ہے‘‘

ملاحظہ ہو! اس شق سوم پر منشاۓ حکم عالم علوم شریفہ کثیرہ ہوتا تھا، اسے تسلیم کرتا اور صرف اجازت اطلاق لفظ کا ثبوت مانگتا ہے، تو خود اسی کے منہ روشن طور پر واضح ہوا یا نہیں کہ اس کی دوشقی تقریر میں یہ تیسرا کسی طرح داخل نہیں ہو سکتا۔ اس سے تو سائل نے صراحتاً حکم و عقیدہ کا سوال کیا، اور اس نے صاف صاف حکم کو غیر صحیح بتایا، اور اس کی وہ دوشقی تقریر نفس حکم ہی کی نفی کرتی آئی، تو اس میں یہ تیسرا کہ منشا حکم کو صحیح

مان کر صرف اطلاق لفظ میں کلام کرتا ہے کیوں کر داخل ہو سکتا ہے۔

تھانوی صاحب! کیا آپ نہ کہیں گے کہ یہ عیار غدار یکے بے ایمان کیا ہیں:

﴿يحر فون الكلم عن مواضعه﴾ (۱) میں یہود کے بھی استاد ہیں۔

سوال سی و ہشتم:

جناب تھانوی صاحب! اگر ہم ان دونوں پلید و بلید کی مان بھی لیں، تو ذرا غور سے بتائیے کہ اس مکاری میں رسلیا والا بلید بڑھ کر رہا۔ یا ولید پلید؟ ہم تو جانیں ولید پلید رسلیا والے پر چڑھ کر رہا، اس لیے کہ اس فریبی بناوٹ پر دونوں پلید و بلید کا حاصل تقریر وہاں تک تو مشترک رہا، آگے ولید کو دورا ہیں ہیں: اولاً: وہ کہہ سکتا ہے کہ زید مستدل تھا اور میں مانع ہوں، مجھے اتنا کہنا کافی ہے کہ صحت اطلاق کے لیے اس فرق کے شرعاً معتبر ہونے پر دلیل لانا ضروری ہے۔

ثانیاً: مستدل بنے تو یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ عز وجل کے نام تو قیفی ہیں، صحت اطلاق کے لیے صرف صحت معنی کافی نہیں، اور قرآن وحدیث سے نہ لفظ مبدأ ثابت ہے نہ لفظ فیاض۔ فرق ہزاروں قسم کے سہی صحت اطلاق نہیں۔ مگر بلید بے چارے نے اپنی دونوں گلیاں بند کر لیں، پہلی تو اس لیے کہ وہ اپنی مسماۃ ”بسط البنان“ کے منہ اقرار کر بیٹھا کہ میں مستدل ہوں نہ کہ مانع۔ اور پچھلی اس لیے کہ بے چارہ ولید کی سی کوئی دلیل بھی پیش نہیں کر سکتا۔ لے دے کر اگر کہے تو وہی جو دلیل اول میں کہہ چکا ہے کہ اس میں ایہام ہے، لہذا جائز نہیں۔ اس تقدیر پر یہ وہی دلیل اول ہو جائے گی کہ جب صرف اطلاق لفظ میں بحث ہے تو اس سے اسی قدر متعلق، اور یہ عین دلیل اول ہے، باقی ہزلیات لغو و خارج از بحث ہیں، حالاں کہ وہ اسی مسماۃ ”بسط البنان“ کے منہ اقرار کر چکا ہے کہ میں نے اس پر دو دلیلیں قائم کی ہیں، دوسری دلیل اس لفظ سے شروع ہے:

”پھر آپ کی ذات مقدسہ پر الخ“

بے چارے کی دونوں گلیاں بند ہیں، کہیے ولید پلید رسلیا والے پر چڑھ کر رہا نہیں۔ غرض جناب تھانوی صاحب ملاحظہ ہو! بے چارے رسلیا والے نے کفر کا ٹوکرا سر سے ٹالنے کے لیے اپنی دوستی میں تیسرا احتمال داخل کرنے کے لیے ساتوں کرم کیے، انکار فرق کو اقرار فرق بنایا، سوال عقیدہ کو سوال لفظ بنایا، نفی حکم کو تصحیح حکم بنایا، ابطال منشا کو تسلیم منشا بنایا، دلیل ابطال معنی کو دلیل ممانعت لفظ بنایا، خود مستدل سے مانع

بنا۔ غرض گرگٹ کے سے رنگ بدلا، کونسا روپ تھا کہ نہ بھرا، اعلانیہ پیٹ بھر کر کھایا، مگر کال نہ کٹا۔
 کیوں جناب تھانوی صاحب! یوں ”نہ“ کو ”ہاں“۔ ”ہاں“ کو ”نہ“، بنا کر کون سے مجنوں کا کلام
 صحیح نہیں ہو سکتا۔ کون سے کافر کا کفر اسلام نہیں ہو سکتا۔ اسی پر کہتے تھے کہ...
 مصنف حسام الحرمین اور تمام علمائے کرام حرمین شریفین رسلِیا والے کا مطلب نہ سمجھے، بے شک
 ایسا مطلب وہی سمجھے جس سے دونوں جہاں میں خدا سمجھے۔ تھانوی صاحب بناوٹ کا مزہ چکھا:
 ”ذق انک انت الاشرف الرشید۔“

سوال سی و نہم:

جناب تھانوی صاحب! اب کہ رسلِیا والے کا گھونگھٹ کھل گیا، اور سب نے دیکھ لیا کہ کلام معنی
 میں ہے نہ صرف اطلاق لفظ میں، اگرچہ یہ بکمال بے حیائی اپنی دوستی میں وہ تیسرا احتمال داخل بھی کر لے
 ، تو اب اس کی اس پچھلی کیا دی کا حاصل یہ ہوگا کہ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کے علوم
 کثیرہ جلیلہ شریفہ وافرہ حاصل ہیں، اور پاگل یا جانور کو ایک آدھ ذلیل بات کا علم غیب، یہ فرق ہے تو بے
 شک ”مگر شرعاً اس فرق کے معتبر ہونے پر دلیل لانا ضرور ہے“۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
 بے حد و پایاں علوم غیب کی شرع نے کچھ قدر کی ہو، اور اسے حضور کے لیے تو صیف و مدح کا سبب جانا ہو،
 ایسا نہیں بلکہ شرع کی نگاہ میں مورث مدح نہ ہونے میں حضور کے علوم اور ہر پاگل جانور کا علم یکساں ہے، ا
 س لیے کہ شرع نے اس فرق کا کچھ اعتبار نہیں کیا ہے۔

کیوں جناب تھانوی صاحب!

یہ کیا کھلا کفر نہیں؟۔ یہ کیا توہین شان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں؟۔

یہ کیا صریح ابطال قرآن و حدیث و اجماع امت نہیں؟۔

(۱) اللہ عز و جل فرماتا ہے:

﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ﴾ (۱)

ہمارا محبوب غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔ ہمارا محبوب غیب کی تعلیم میں متہم نہیں۔

کہیے آپ کے کسی پاگل یا جانور کی بھی ایسی مدح فرمائی۔ کہیے شرع نے فرق معتبر مانا یا نہیں۔

(۲) اللہ عز و جل فرماتا ہے:

﴿فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ﴾ (۱)

اللہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو۔

کہیے آپ کے کسی پاگل یا جانور کا بھی استثنا فرمایا۔

(۳) اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (۲)

اللہ اس لیے نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں اپنے غیب پر مطلع فرمادے ہاں اللہ اپنے رسولوں میں جسے

چاہتا ہے چن لیتا ہے۔

کہیے آپ کے کسی پاگل یا جانور کو بھی ”ہاں“ فرمایا۔ کیا آپ کے پاگل اور جانور ”عام“ میں داخل نہیں

(۴) اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ

تَسْتَهْزِئُونَ﴾ (۱)

اگر تم ان سے پوچھو تو وہ ضرور کہیں گے کہ ہم تو یوں ہی مشغلے اور کھیل میں تھے تم فرمادو کیا اللہ اور

اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

ابوبکر بن ابی شیبہ استاذ امام بخاری و مسلم اپنے مصنف، اور ابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم و ابو

الشیخ اپنی اپنی تفاسیر میں امام اجل سیدنا مجاہد تلمیذ خاص عالم القرآن حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہما سے راوی:

”انہ قال: فی قوله تعالى: ﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ

وَنَلْعَبُ﴾ [أيضاً: ۶۵] قال رجل من المنافقين يحدثنا ”محمد ان ناقة فلان بوادی

کذا وکذا وما یدریہ بالغیب“۔

یعنی اس آیت کریمہ کی شان نزول یہ ہے کہ ایک منافق نے کہا تھا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں

خبر دیتے ہیں کہ فلاں شخص کا ناقة فلاں جنگل میں ہے، محمد کو غیب کا کیا علم۔ اس پر اللہ عزوجل نے فرمایا: کیا

اللہ و رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو، تم اس کلام کے کہنے سے کافر ہو گئے،

(۲) [سورة آل عمران: ۱۷۹]

(۱) [سورة الجن: ۲۷]

(۳) [سورة التوبة: ۶۵]

دیکھو: تفسیر امام ابن جریر مطبع مصر جلد ۱ ص ۱۰۵

اور تفسیر درمنثور امام جلال الدین سیوطی مطبع مصر جلد ۳ ص ۲۵۱

تھانوی صاحب اور سب دیوبندی صاحبو اور سب وہابی صاحبو! جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یوں کہا کہ ان کو غیب کا کیا علم، رسول کو کیا خبر، اس پر اللہ واحد قہار کا فتوئے تکفیر مبارک۔ کبھی آپ کے کسی پاگل یا جانور کو ایسا کہنے پر بھی کافرتو کافر کچھ بھی برا کہا۔ کہیے شرع مطہر نے اس فرق جلیل کا کتنا عظیم اعتبار فرمایا۔ رسلوا والا پہلے تو فرق ہی نہ مانتا تھا، اب ہارے درجے مانا تو اسے بے اعتبار کر دیا، ہر طرح رہا کافر کا کافر۔ کیوں تھانوی صاحب کتنا ٹھیک ہے۔

فائدہ: ذرا یہ بھی یاد رہے کہ بعینہ یہی لفظ ”ما یدریہ بالغیب“ یعنی رسول کو کیا خبر، آپ کے امام جی اسماعیل دہلوی صاحب نے اپنی ”تقویت الایمان“ میں لکھے ہیں، ان پر بھی اللہ عز وجل کا یہ فتوئے کفر نازل ہوا یا نہیں

(۵) اللہ عز وجل فرماتا ہے:

﴿وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا﴾ (۱)

خضر کو ہم نے اپنے پاس سے ایک علم دیا۔

تفسیر بیضاوی میں ہے: وهو علم الغیوب.

وہ علم کہ اللہ تعالیٰ نے خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمایا وہ غیبیوں کا علم ہے۔

(۶) اللہ عز وجل فرماتا ہے:

﴿قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ (۲)

خضر نے موسیٰ سے کہا: آپ میرے کاموں پر صبر نہ کر سکیں گے۔

تفسیر ابن جریر میں اس آیت کے تحت میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے:

((كان رجلا يعلم علم الغيب قد علم ذلك)) (۳)

خضر علم غیب جانتے تھے ان کو یہ علم دیا گیا تھا۔

(۱) [سورة الكهف: ۶۵]

(۲) [سورة الكهف: ۶۷]

(۳) [تفسير جامع البيان، سورة الكهف]

(۷) اسی حدیث میں ہے، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:

((لم تحط من علم الغیب بما اعلم)) (۱)

جو غیب میں جانتا ہوں آپ کا علم اسے محیط نہیں۔

(۸) مرقاة شرح مشکاة شریف میں ”کتاب عقائد“ حضرت شیخ عبداللہ شیرازی سے ہے:

”نعتقد ان العبد ينقل في الاحوال حتى يصير الى نعت الروحانية فيعلم الغیب“ (۲)

ہمارا عقیدہ ہے کہ بندہ ترقی مقامات پا کر صفت روحانی تک پہنچتا ہے، اس وقت اسے علم غیب

حاصل ہوتا ہے۔

(۹) اسی میں اسی ”کتاب عقائد“ سے ہے:

”يطلع العبد على حقائق الاشياء وتجلي له الغیب و غیب الغیب.“ (۳)

نور ایمان کی قوت بڑھ کر بندہ حقائق اشیا پر مطلع ہوتا ہے اور اس پر غیب تو غیب، غیب کا بھی غیب

روشن ہو جاتا ہے۔

(۱۰) امام شعرانی کتاب ”الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر“ میں فرماتے ہیں:

”للمجتہدین القدم الراسخ فی علوم الغیب“.

علم غیب میں ائمہ مجتہدین کا قدم مضبوط ہے۔

کہیے علم غیب کا حکم صحیح ہوا یا نہیں؟۔ کہیے فرق معتبر ہوا یا نہیں؟۔ کہیے خود قرآن عظیم نے آپ پر

فتوے کفر دیا یا نہیں؟۔ کہیے اللہ واحد قہار کا فتویٰ بھی آپ کو قبول ہے یا نہیں؟۔ کیا اللہ عز وجل کو بھی کہہ

دیجیے گا کہ حسام الحرمین کے مفتیوں کی طرح وہ بھی ہمارا مطلب نہ سمجھا، اور ناحق کفر کا فتویٰ جڑ دیا۔

تنبیہ: تھانوی صاحب! یہ مباحث جلیلہ جو یہاں طے ہو لیے کہ بحث خود حکم میں ہے نہ کہ صرف

اطلاق لفظ میں، اور یہ کہ اطلاق لفظ سے منع ہو تو صرف بر بنائے ایہام، وہ یہ دلیل نہیں دلیل اول ہے، یہ

دلیل ابطال منشا حکم کر رہی ہے نہ کہ ایک لفظی حکم کا بیان، اور یہ کہ خفص الایمان کی دوشقی میں تیسرا احتمال کسی

(۱) □

(۲) [مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح: کتاب الایمان، ۱/۶۲]

(۳) [مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح: کتاب الایمان، ۱/۵۷]

طرح نہیں سماتا، بلکہ اس کا صریح مخالف ہے، اور یہ کہ بفرض باطل اگر وہ تیسرا بھی لیجیے تو اس کا حاصل یہ کہ علوم عظیمہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا ہوئے شرعاً محض بے قدر ہیں، اس قابل نہیں کہ ان کے سبب علم غیب کا حکم ذات مقدسہ پر صحیح ہو۔ یہ سب مباحث یاد رکھنا کہ ان بلید و پلید کی دسویں کیا دی میں پھر ان کے اعادہ کی حاجت نہ ہو۔ ذی روحوں میں سے سب سے ارذل جانور ہیں، اور جانوروں میں ایک نہایت رذیل وہ مسکین باربر ہے جو حماقت میں ضرب المثل ہے، پھر بھی جب کسی بد خصلت پر بہت سے ڈنڈے کھالیتا ہے انھیں یاد رکھتا اور اسے چھوڑ دیتا ہے، ان بلید و پلید سے کہیے کہ آدمی صورت ہو کر ایک گدھے سے بدتر حالت میں نہ ہوں، اگرچہ ہے یہی کہ ﴿بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا﴾ (۱)

تنبیہ: اس کے بعد مسماۃ بسط البنان نے مسئلہ غیب کی نسبت چند سطروں میں کچھ ریز کی ہے، اس کا جواب باذن الوہاب مستقل رسالہ سے سنیے گا، مجھے تو یہاں رسلیا والے کے کفر سے بحث ہے۔ سوال چہلم:

جناب تھانوی صاحب! اس تمام خرابی بسیار کے بعد ان دونوں پلید و بلید کی سب سے کچھلی، سب سے بدتر دسویں کیا دی، بربادی، ہٹ دھرمی، شوخ چشتی، ڈھٹائی، بے حیائی ملاحظہ کیجیے کہ... خبیثا اپنے کفر میں اگلے دو ایک علما کو بھی ساننا چاہتے بلکہ ساننتے ہیں، کافر کفر و اسلام کا فرق کیا جانیں، مسلمانوں کو بھی اپنا سا جانتے ہیں۔ رسلیا والے کی مسماۃ ”بسط البنان“ اپنی بڑھتی بہار میں یوں کھلکھلاتی ہے۔

شرح مواقف کے موقف سادس، مرصد اول، مقصد اول، میں فلاسفہ کے جواب میں ہے:

”قلنا: ما ذکرتم مردود بوجہ ؛ اذ الاطلاع علی جمیع المغیبات لایجب للنبي اتفاقا منا ومنکم ، ولہذا قال سید الانبیاء۔

﴿وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَأَسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ﴾ (۲)

والبعض أي الاطلاع علی البعض لایختص بہ أي بالنبي۔ (۳)

انصاف درکار ہے، کیا ”لایختص“ کا وہی مفہوم نہیں جو عبارت ”حفظ الایمان“ کا ہے۔ اور

(۱) [سورة الفرقان: ۴۴]

(۲) [سورة الاعراف: ۱۸۸]

(۳) [كتاب المواقف المرصد الأول في النبوات: ۳/۳۳۳]

حاشیہ پر بولتی ہے:

اس عبارت سے بھی اصرح واشبه ”مطالع الانظار شرح طوابع الانوار“ للبيضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارت ذیل جو صفحہ ۲۰۸ طبع استانبول و صفحہ ۱۹۹ طبع مصر میں ہے:

فذهب الحكماء الى أن النبي من كان مختصا بخواص ثلث : الاولى أن يكون مطلعاً على الغيب بصفاء جوهر نفسه وشدة اتصاله بالمبادي العالية من غير سابقة كسب وتعليم وتعلم (الى قوله) وقد أورد على هذا بأنهم ان أرادوا بالاطلاع الاطلاع على جميع الغائبات فهو ليس بشرط في كون الشخص نبياً بالاتفاق ، وان أردوا به الاطلاع على بعضها فلا يكون ذلك خاصة لنبي ؛ اذ ما من أحد الا ويجوز أن يطلع على بعض الغائبات من دون سابقة تعليم وتعلم . وأيضا النفوس البشرية كلها متحدة بالنوع فلا تختلف حقيقتها بالصفاء والكدر فما جاز لبعض جاز أن يكون لبعض آخر ، فلا يكون الاطلاع خاصة للنبي اه“.

بعینہ اسی طرح ولید پلید کہتا ہے ، فقط ”خفص الایمان“ کی جگہ اس کی بہن اپنی رسلیا ”خط الشیطان“ کا نام لیتا ہے۔

کیوں جناب تھانوی صاحب! جس طرح ولید خفص الایمان والا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس کو پاگل چوپائے کے علم سے ملانے والا عبارتوں کو محض منہ زوری سے اپنی سند بناتا اور اپنا کفران دو عالموں پر تھوپا چاہتا ہے، اسی طرح ولید ”خط الشیطان“ والا اللہ عزوجل کی مبدئیت کو ہر کسگر کہہ کر کی مبدئیت سے ملانے والا۔ کیا ان دونوں کتابوں کو یوں ہی بزور زبان اپنی سند بتا کر اپنا کفران پر نہیں تھوپ سکتا۔ دونوں میں وجہ فرق کیا ہے؟۔

سوال چہل وکیم:

جناب تھانوی صاحب! ہم آپ سے بعض مسائل شرعیہ دریافت کریں ، ذرا آنکھیں کھول کر ہوش میں آکر ان کو جواب دیجیے۔ اہل علم پر تو بعون اللہ العزیز المقتدر اسی قدر سے ان دونوں پلید و بلید کی کیا دی بربادی واضح ہو جائے گی، اس کے بعد بحولہ تعالیٰ مسماة ”بسط البنان“ کے خاص مغالطہ کھولنے پر اتریں، تمام اہل فہم انشاء اللہ تعالیٰ اس سے سمجھ لیں گے کہ مسماة ملعونہ نے کیسی ڈھٹائی برتی، اسی ضمن میں بفضلہ تعالیٰ رسلیا والے کی تحریف و تبدیل عبارتوں میں قطع و برید ظاہر کریں جس سے بعونہ تعالیٰ ہر بچہ بلکہ آپ کے یہاں کا ہر پاگل ہر جانور بھی آنکھوں دیکھ لے گا کہ مسماة ”بسط البنان“ کتنی پکی حرافہ بے

ایمان۔ ولا حول ولا قوة الا بالله المستعان

ہاں جناب!

(۱) اللہ عز وجل پر لفظ ”معبود“ کا اطلاق قرآن عظیم یا حدیث متواتر یا مشہور میں کہیں آیا ہے؟۔

(۲) اگر حدیث احاد میں کہیں ہے تو وہ حدیث صحیح یا ضعیف یا کیسی ہے؟۔

(۳) اللہ عز وجل کے اسماء توقیفی ہیں یا نہیں؟۔

(۴) عِبَد بالتحریر بمعنی غضب و انکار ہے یا نہیں؟۔ قاموس دیکھ کر بولے تو عابد بمعنی

غضب و انکار کنندہ اور معبود بمعنی مغضوب و منکر ہوا یا نہیں؟۔

(۵) اگر بزعم خود ان وجوہ پر کوئی شخص اس کا اطلاق ممنوع مانے حالانکہ اللہ عز وجل کے الہ حق

ہونے پر قطعی ایمان رکھتا ہے، تو کیا وہ صرف اس لفظی فرعی بحث کے باعث کافر یا توہین کنندہ رب العزت

یابدین ہو جائے گا؟۔ اس پر جو اعتراض ہوگا وہ علمی بحث ہوگی، جیسی کسی عالمانہ غلطی یا لغزش پر ہوتی ہے

۔ یا نوبت تا بحکم کفر و بددینی پہنچے گی، حالانکہ اس کا کلام بوجہ عدم توقیف۔ یا ایہام معنی تخفیف صرف اطلاق

لفظ میں ایک فقہی طرز پر ہے، حقیقت معنی کا قطعاً معتقد و مقرر ہے۔ کیا فقہاء میں اختلاف نہیں ہوتے؟ کیا ان

میں ایک فریق کی تکفیر و تضلیل کی جاتی ہے؟۔

سوال چہل و دوم:

لیکن ولید پلید اگر اس پر یوں انکار کرے کہ اللہ کی ذات مقدسہ پر معبودیت کا حکم کیا جانا اگر

بقول حمید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد معبود کل ہے، یعنی ہر شخص جس کی عبادت کرتا

ہو۔ تو یہ تو بدعاتہ نہیں، کروڑوں آدمی اور جن اسے نہیں پوجتے۔

﴿وَلَا أَنْتُمْ عِبَادُونَ مَا أَعْبُدُ﴾ (۱)

بلکہ ہزاروں وہ ہیں کہ پوجنا تو درکنار اسے مانتے ہی نہیں۔ اور معبود بعض مراد ہے کہ کوئی شخص

جسے پوجتا ہو، تو اس میں ”اللہ کی کیا تخصیص ایسا معبود تو ہر بت اور پتھر اور پیڑ یہاں تک کہ مہادیو کا لنگ بھی

ہے، ان میں اور اللہ میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے“

تو اس ولید ملعون نے اللہ عز وجل کی توہین کی یا نہیں؟۔ کھلا کفر کیا یا نہیں؟۔

(۲) اس کی ناپاک تقریر سرے سے معبودیت اللہ تعالیٰ کی نفی کرتی ہے۔ یا فقط اطلاق میں ایہام

بتاتی ہے۔

(۳) اس کا یہ عذر کہ میری بحث تو صرف اطلاق لفظ میں ہے، صریح بے ایمانی ہے یا نہیں؟۔
(۴) اطلاق لفظ پر بحث میں عدم توقیف یا ایہام کا ذکر ہوتا، اس تقریر کی اس میں کیا گنجائش تھی، تو اسے اس پر ڈھالنا، اس تمام تقریر کو اڑا دینا، اور گفتہ کو ناگفتہ ٹھہرا دینا ہے یا نہیں۔ یوں ہر کافر اپنے آپ کو مسلمان گڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

(۵) یہ تو نفس عبارت و مطلب کی صریح مباہنت ہے جس کے باعث اس تقریر کفر تخمیر کو اس اطلاق لفظ کی بحث فقہی بتایا، کسی کچے پاگل، یا پکے مکار، بے ایمان کے سوا دوسرے سے معقول نہ تھا، مگر جب کہ وہ اطلاق لفظ کی بحث پہلے لکھ کر یہ تقریر جدا لکھے اور خود مقرر ہو کہ یہ میری دوسری دلیل ہے، اس کے بعد اسے پہلی کی طرف ڈھالے، تو آپ اس کے لیے پاگل یا مکار بے ایمان سے بڑھ کر کوئی خطاب تجویز فرمائیں گے یا اسی قدر پر قناعت کریں گے؟۔

(۶) اسی کا دوسرا پہلو: خیر یہ تو ولید پلید کے کو تک تھے، اب اس کا بڑا چچا شریذ شریذ کہ اصل مناط معبودیت یعنی وجوب وجود و خالقیت کل کا منکر ہے، یوں کہے کہ لوگ جس کی عبادت کر لیں وہی خدا ہے، اس پر حمید کہے کذاب تو جھوٹا ہے، خدا کے یہ ہرگز معنی نہیں، سب لوگوں کا عبادت پر متفق ہونا تو بالاطلاق شرط الوہیت نہیں، اور بعض تو ہر بت اور پتھر اور پیڑ اور لنگ تک کو پوجتے ہیں، تو تیرے طور پر یہ سب خدا ہو جائیں گے۔ اس صورت میں حمید نے حق کہا یا نہیں؟۔ اور معاذ اللہ حمید نے توہین کی یا شریذ شریذ نے جو توہین کی تھی اس کا رد کیا؟۔

(۷) اگر مسلمانوں کے ڈر سے حق بول دو کہ ہاں پہلی صورت میں ولید نے توہین الہ کی اور کافر ہوا، اور دوسری صورت میں حمید نے حق کہا اور توہین کا رد کیا، تو اب وجہ فرق بتانا ضرور ہے۔ ولید و حمید دونوں کی بات اندھوں کو ایسی ہی ایک معلوم ہوگی جیسی ”خفص الایمان“ اور شروح مواقف و مطالع کی کہ دونوں نے عبادت کل کی نفی کی، اور عبادت بعض کو اللہ سے نہ جانا، تو آپ کے لیے دونوں ایک ہی بات کہہ رہے ہیں، ”لایختص“ کا مفہوم دونوں میں مشترک ہے۔

سوال چہل و سوم:

آپ اپنی مبلغ علم دنیا ہی میں دیکھیے! بادشاہ وقت کہ ملک چنداقلیم و مالک متعدد تخت سیم ہو، کئی سلطنتیں اس کے زیر حکم ہوں، رعایا اسے سلطان قاہر کے لقب سے تعبیر کرے۔

(۱) اس پر طاغی کہے ”اس سے مراد کل عالم پر تسلط ہے، تو یہ بداہتہ غلط ہے۔ کل زمین اس کی

سلطنت میں نہیں۔ اور بعض حصہ زمین پر تسلط مراد تو اس میں بادشاہ وقت کی کیا تخصیص ہے، ایسا تسلط تو ہر نواب، راجہ، بلکہ ہر چھوٹے سے زمیندار، بلکہ اپنے گھر پر ہر بھنگی چمار، کو ہوتا ہے۔ اس بادشاہ اور بھنگی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ وہ بادشاہ کی سلطنت قاہرہ کا منکر اور ہر بھنگی چمار سے اسے ملا کر اس کی توہین کرنے والا ہوا یا نہیں؟۔

(۲) باغی کہ اصل مناط یعنی مالکیت تاج و تخت و فوج و نگین و خود مختار انہ حکم نافذ بہ قہر مبین سے منکر ہے، یوں کہے کہ جو کوئی بھی زمین میں تسلط رکھتے ہوں سب سلطان قاہر ہیں، اس لقب و خطاب کے لیے اسی قدر درکار ہے، اس پر کوئی نائب سلطنت کہے کہ بے ادب تو جھوٹا ہے، زمین میں نہ تسلط سے کیا کام چلتا ہے۔ کل زمین پر تسلط تو بالاتفاق مراد نہیں، اور بعض پر تسلط میں بادشاہ کی کیا تخصیص ہے، یہ تو ہر نواب، راجہ، بلکہ ہر زمین دار، بلکہ اپنے گھر پر ہر بھنگی چمار، کو ہے، تو تیرے طور پر سب سلطان قاہر کہلانے کے لائق ہو جائیں گے۔ کیا اس صورت میں نائب سلطنت نے بادشاہ کی توہین کی یا اس کی عظمت جتائی اور باغی نے جو اس کی سلطنت قاہرہ کی بے قدری کی تھی اس کی تفتیح و تہجین کی؟۔

(۳) اگر بادشاہ وقت کے ڈر سے حق بول دو کہ بے شک پہلی صورت میں اس طاغی نے توہین بادشاہ کی، اور دوسری میں نائب سلطنت نے حق کہا، اور باغی نے جو توہین کی تھی اس کا رد کیا، تو دونوں کے کلام میں فرق بتائیے۔ آپ کے طور پر تو اس طاغی اور نائب سلطنت دونوں کی بات ایک سی ہے، دونوں نے تسلط کل زمین کی نفی کی اور تسلط بعض حصہ زمین کی بادشاہ سے خصوصیت نمائی۔ پھر کیا وجہ کہ طاغی تو بادشاہ کی توہین کرنے والا ٹھہرا، اور نائب سلطنت اس کی توہین کا رد کرنے اور عظمت کا قائم رکھنے والا ہوا؟۔

تھانوی صاحب! اب بھی آپ کو دن میں سورج سوچھا یا نہیں، جو فرق ان مثالوں میں بتاؤ گے وہی ظاہر کر دے گا کہ یوں ”خفض الایمان“ والا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت عظیمہ سے طاغی اور حضور کی صریح شدید قطعی یقینی توہین کرنے والا ہوا، اور شارحان مواقف و طوابع نائبان سلطنت نے نبوت کی اس کم قدری کو کہ باغی فلاسفہ نے کی تھی رد کیا اور اس کی عظمت جلیلہ کا ثبوت دیا۔

سوال چہل و چہارم:

میں جانتا ہوں کہ جناب کو اتنی عقل بھی نہ دی گئی کہ واضح و روشن مثالوں کے بعد بھی مطلب سمجھ سکو جب تک اصل منشاء غلط پر صریح تنبیہات سے نفس مقام پر اس کی تطبیق دکھا کر ہندی کی چندی نہ کر دی جائے، پھر بھی جناب کا سمجھ لینا اگرچہ از قبیل خرق عادت ضرور ہے مگر ایک احتمال بعید عقلی تو ہے لہذا بتائیے کہ...

(۱) جناب کے نزدیک عرفی تعریف یعنی مدح، اور فلسفی تعریف یعنی حد یا رسم میں کوئی فرق ہے

یا نہیں؟۔ یعنی معرّف مذکور ”کہ عبارات آئندہ میں لفظ تعریف سے ہم اسی کو مراد لیں گے“ معرّف کا مساوی ہونا لازم ہے یا نہیں، معرّف اس پر اور وہ معرّف پر مقصور ہوتا ہے یا نہیں، جہاں وہ پایا جائے معرّف خواہی نخواہی وہاں موجود ہوگا یا نہیں؟۔

(۲) معرّف سے اس کا اجلی و اظہر ہونا ضرور ہے یا نہیں؟۔

(۳) وہ تمیز کے لیے ہوتا ہے یا ابہام کے لیے؟۔

(۴) معنی مبہم نامتعین کا اس میں ارادہ باطل ہے یا نہیں؟۔

سوال چہل و پنجم:

مطلق کی دونوں طرفین ادنیٰ و اعلیٰ خود متعین، اور اوساط مبہم و محتمل ہیں یا نہیں؟۔

(۱) مثلاً علم یا اطلاع اگر اس سے مطلق علم مراد لیجیے، یعنی کسی شے کا علم اگرچہ ایک ہی کا ہوا اگرچہ وہ چیز ادنیٰ درجہ کی ہو تو یہ سب سے کم تر درجہ ہے۔ اور اگر علم مطلق مراد ہو، یعنی جمیع معلومات کا علم اس طرح کہ کوئی شے اس سے خارج نہ رہے تو یہ سب سے برتر درجہ ہے۔ یہ تو دونوں متعین ہیں، مگر وسط یعنی کم تر سے زائد اور برتر سے کم اس میں ہزاروں لاکھوں بلکہ غیر متناہی مراتب ہیں کہ دو چیز کا علم ہو۔ دس کا، سو کا، ہزار کا، لاکھ کا، الی غیر ذلک، تمام مراتب اعداد یہاں محتمل ہیں، آیا ایسا ہے یا نہیں؟۔

(۲) علما نے جا بجا مطلق کو ادنیٰ یا اعلیٰ پر حمل کے سوا اوساط پر حمل کو اسی عدم تعین کی بنا پر کہ ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی، رد فرمایا ہے یا نہیں؟۔

سوال چہل و ششم:

(۱) کیا وصف مدح کے لیے اسی قدر بس ہے کہ فی نفسہ ایک شرف والی بات ہو اگرچہ عام مبتذل اور ہر کس و نا کس کو شامل ہو۔

مثلاً تھانوی صاحب کی کوئی یہ مدح کرے کہ...

چشمان تو زیر ابرو مانند

دندان تو جملہ درد ہانند

نے جبہ موچو خرس در بر

نے دم بسرین نہ شاخ بر سر

تو کیا مدح سمجھا جائے گا، یا تمسخر و استہزا؟۔ حالاں کہ بجائے خود ضروریہ اوصاف حسن ہیں کہ...

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ (۱)

کی خبر دیتے ہیں۔

(۲) یا یہ لازم کہ وہ ممدوح ہی سے خاص ہو، اس کے غیر میں اصلاً نہ پایا جائے۔ قرآن کریم نے ہمارے حضور پر نور سید عالم ﷺ کی نسبت فرمایا:

﴿مَحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ﴾ (۱)

اور فرمایا:

﴿يَسَّ وَالْقُرْآنَ الْحَكِيمَ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ﴾ (۲)

اور سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت فرمایا:

﴿وَلَقَدْ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ﴾ (۳)

کیا رسالت صرف ہمارے حضور اور صلاح صرف سیدنا ابراہیم کے ساتھ خاص ہے، ان کے سوا نہ کوئی رسول، نہ صالح۔

(۳) وہ ممدوح پر مقصور نہ سہی، کیا یہ ضرور ہے کہ ممدوح اس پر مقصور ہو، یعنی اس کے سوا ممدوح میں کوئی وصف کمال ہو ہی نہیں، کیا کسی معظّم کی ثناء و وصفوں سے ممکن نہیں، کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سوائے رسالت اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تسلیم میں سوائے صلاح کوئی خوبی نہیں؟۔

(۴) قصر جانبین سے نہ سہی، کیا یہ ضرور ہے کہ وہ جامع جملہ اوصاف ممدوح ہو، ایک اسی کے کہنے میں جملہ صفات ممدوح آجاتے ہوں، کیا وصف رسالت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جملہ کمالات اور وصف صلاح سیدنا خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جملہ فضائل کو شامل ہے؟۔ ایسا ہوتا تو جتنے رسول ہیں سب جملہ کمالات محمدیہ۔ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ۔ سے متصف ہوں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کوئی فضیلت خاصہ نہ رہے، جتنے صالحین ہیں سب تمام فضائل خلیل الرحمن صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ سے موصوف ہوں۔ کیا یہ آپ کے نزدیک حق ہے؟۔

(۵) کیا اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کہے کہ جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے ان کو بخشے ہیں وہ سب رسول کہہ دینے میں آجاتے ہیں، وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام خصائص جلیلہ کا منکر ہوگا یا نہیں؟۔ کیا وہ خصوص آیات قرآنیہ و احادیث متواترۃ المعنی و اجماع ائمہ سلف

(۲) [سورة یسین: ۳]

(۱) [سورة الفتح: ۲۹]

(۳) [سورة البقرة: ۱۳۰]

و خلف کا مخالف ہوگا یا نہیں؟۔ کیا آپ اسے گمراہ بد دین ضال مضل نہ کہیں گے؟۔

(۶) اور اگر وہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد اور حضور کی مراد یہی بتائے کہ جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے مجھ کو بخشے ہیں وہ سب رسول کہہ دینے میں آجاتے ہیں۔ اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افترا کیا یا نہیں؟۔ وہ حدیث متواتر (من کذب علی متعمدا فلیتبوء مقعده من النار) (۱)

کا مورد ہو کر مستحق عذاب نار و غضب جبار ہوا یا نہیں؟۔

(۷) شمول جملہ اوصاف ممدوح بھی نہ سہی، کیا اس کا اعظم اوصاف ممدوح ہونا ضرور ہے کہ اور جتنے اوصاف ہیں سب اس سے نیچے ہوں۔ کیا اوصاف مدح میں عظیم و اعظم نہیں ہوتے۔ کیا عظیم سے بھی مدح جائز ہے یا صرف اعظم سے۔ کیا کسی معظم کی ثناء میں دو وصفوں کا ذکر کرنا ممکن ہے۔ کیا وصف صلاح سیدنا خلیل علیہ الصلاۃ والسلام کا اعظم اوصاف ہے۔ صدیق ہونا، نبی مرسل صاحب شریعت ہونا، مرسلین کرام خمسہ اولوا العزم سے ہونا، خلیل الرحمن عز جلالہ ہونا۔ اب وصف صلاح ان سب سے اعظم ہے؟۔

(۸) قرآن عظیم نے جو نعم علیہم کے چار گروہ بیان فرمائے:

﴿مَنْ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءَ وَالصَّالِحِينَ﴾

ان میں ایک وصف دوسرے سے اعظم ہے یا نہیں۔ ہے تو اسی ترتیب پر کہ قرآن عظیم نے فرمایا۔ یا اس کے خلاف؟۔

(۹) کیا ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سب سے اعظم وصف صرف رسالت ہے؟۔
(۱۰) اگر کوئی شخص مدعی ہو کہ بشر کے حق میں رسالت سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں، وہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاص تر اوصاف عظیمہ کا منکر ہوگا یا نہیں؟۔

(۱۱) کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہیں ایسا فرمایا ہے۔ اگر فرمایا ہو نشان دیجیے، ورنہ حضور کی طرف اس کی نسبت کرنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افترا اور بحکم حدیث مذکور استحقاق نار و غضب خدا ہے یا نہیں؟۔

(۱۲) یہ بھی نہ سہی، کیا یہ ضرور ہے کہ وہ وصف اپنی غایت اقصیٰ، نہایت اعلیٰ پر ممدوح میں پایا

(۱) مقدمہ صحیح مسلم، باب فی التحذیر من الکذب علی رسول اللہ ﷺ، حدیث: ۴-۱/۳۴

(۲) [سورة النساء: ۶۹]

جائے، اگر اس سے زیادت ممکن ہوئی تو اس کی مدح اس سے نہ کر سکیں گے۔ کیا اللہ عزوجل نے علم و سمع و بصر و قدرت سے اپنے عباد مرسلین کی مدح نہ فرمائی۔ کیا اللہ عزوجل کے علم و سمع و بصر و قدرت ان سے زائد نہیں؟۔

(۱۳) تنابہی فی المقدار ضرور نہ سہی کیا یہ لازم ہے کہ جس وصف سے ہم مدح کریں اس کی مقدار ہم کو معلوم ہو، ورنہ مدح نہ ہو سکے گی۔ کیا ابہام مدح کے لیے بھی ایسا ہی مضر ہے جیسا تعریف فلسفی کے لیے۔ کیا بلغا نہایت مدح میں خود قصداً ابہام نہیں کرتے اور اسے ابلغ و ادخل فی المدح نہیں جانتے۔ کیا رب عزوجل کا مدح حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں فرمانا:

﴿فَاَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ﴾ (۱)

کمال مدح نہیں؟۔

کیا اس کا مدح والے ارشاد: ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ (۲)

میں خلق کو نکرہ لانا مفید تعظیم نہیں؟۔

(۱۴) مسماۃ ’بسط البنان‘ نے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ’’جمع علوم عالیہ شریفہ متعلقہ نبوت کا جامع‘‘ اور حضور کے علوم غیب کو کہا ہے ’’وافرہ عظیمہ جو دوسروں کو حاصل نہیں‘‘ یہ اقرارات دل سے ہیں یا صرف مسلمانوں کے دکھاوے کو۔

﴿يَقُولُونَ بِأَفْوَهِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ﴾ (۳)

(۱۵) اگر خدا کا دھراسر پر یہ اقرارات دل سے بتائیے تو آیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ علوم عالیہ شریفہ وافرہ عظیمہ خاصہ قابل مدح ہیں یا نہیں؟۔ ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح و ثنا کر سکتے ہیں یا نہیں؟۔

(۱۶) اگر قابل مدح ہیں اور ان سے حضور کی مدح صحیح و حق ہے تو کیا آپ ان کی مقدار معین کر سکتے ہیں کہ کتنے علوم غیب حضور اقدس کو ہیں؟۔

(۱۷) ائمہ کرام مثل امام قاضی عیاض و امام احمد قسطلانی وغیرہما اکابر قدست اسرارہم نے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیب کی نسبت فرمایا:

(۲) [سورة القلم: ۴]

(۱) [سورة النجم: ۱۰]

(۳) [سورة ال عمران: ۱۶۷]

(۱) ”البحر لا یدری قعرہ“

ایک سمندر ہے جس کی تھاہ معلوم نہیں۔

اور علی قاری نے فرمایا:

”انما یکون سطرّاً من سطور علمہ ونہراً من بحور علمہ“

تمام لوح و قلم کے علم جن میں سب کان و مایکون میں داخل ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکتوب علم سے ایک سطر اور علم حضور کے سمندروں سے ایک نہر ہیں۔

اور اس قسم کے صد ہا کلمات علمائے کرام ہیں، یہ واقعی ہیں یا آپ کے دھرم میں یوں ہی خوشامد سے لکھ دیے ہیں۔ اگر واقعی ہیں تو یہ ابہام عظیم اور داخل فی المرح ہے کہ اس فضل عظیم کی مقدار تک عقول دیگران کی رسائی نہیں۔ یا ابہام نافی و منافی مدح؟۔

تنبیہ: پھر سوچ جائی دیتا ہوں کہ ان سوالات میں متعدد نمبر خصوصاً ۴۶ میں ایک ایک نمبر کے تحت میں کئی کئی نمبر ہیں۔ جناب تھانوی صاحب براہ عنایت فرمائی ہر سوال و ہر نمبر کا جدا جدا جواب دیں۔ اڑان گھاٹی کی نہیں بدی۔

سوال چہل و ہفتم:

ہر کلام کی صحت کا جو مناط ہو جو اسے صحیح نہ مانے وہ اس مناط کا منکر ہوگا یا مناط صحت مان کر صحت بتائے گا۔ بر تقدیر اول منکر کا انکار اسی مناط کا انکار بتائے گا یا کسی دوسرے مناط کا؟۔ ذرا سمجھ کر بولنا۔

سوال چہل و ہفتم: بارگاہ سلطانی میں قرب خاص کا ایک مرتبہ جلیلہ عظیمہ ہو کہ کوئی شخص اپنی کسی جد و جہد کے سبب اس تک نہ پہنچ سکے، اس کا حصول محض فضل و عطائے سلطان پر موقوف ہو، سلطان جلیل الشان اپنے بعض محبوبان خاص اراکین سلطنت، معظمان مملکت کو اپنے فضل سے اس رتبہ جلیلہ پر ممتاز فرمائے، بعض بے ادب باغی کہ فضل و عطائے سلطانی سے منکر ہیں، اس مرتبہ جلیلہ کو اس سے بہت کم درجہ کے اوصاف پر ڈھالیں اور تصریح کریں کہ وہ مرتبہ بس ان اوصاف نازلہ کا نام ہے، تاکہ ان معظمین کا اختصاص زائل اور سلطان کا فضل خاص منفی و باطل ہو، اور وہ اوصاف ایسے ہوں جنہیں خود کہتے ہوں کہ ذلیل و خسیس افراد میں بھی پائے جاتے ہیں، اور ان معظمین کرام کے لیے ان میں بھی کوئی حد امتیاز و انقطاع شرکت اراذل کی نہ باندھ سکیں، بلکہ یوں ہی مہمل و مجمل چھوڑیں جو ان ذلیلوں کو بھی شامل

(۱) [الشفاء بتعریف حقوق المصنفی: الفصل الرابع والعشرون ما أطلع من الغيوب وما یکون، ۱/۶۵۰]

ہو سکے۔ تو آیا انھوں نے اس مرتبہ جلیلہ عظیمہ کی صریح توہین کی یا نہیں؟۔

(۲) مرتبہ عظیمہ خاصہ ممتازہ ناقابل شرکت اغیار کو اس سے کم درجہ کے اوصاف مشترک پر ڈھالنا اس مرتبہ کی تنقیص ہے یا نہیں؟۔

(۳) یہی تنقیص درکنار خود ان اوصاف میں ہر کس و ناکس کی شرکت مان کر اس فضل جلیل کو متبذل و ذلیل کر دیا یا نہیں؟۔

(۴) کیا خادمان سلطنت ان سے نہ کہیں گے کہ گستاخ مسخر و، جب تم نے وہ مرتبہ جلیلہ فقط اوصاف کا نام رکھا اور اس کے اصل مناط یعنی فضل و اختصاص بارگاہ سلطانی سے انکار کر دیا، اور خود کہتے ہو کہ یہ اوصاف ناقصوں قاصروں بلکہ ذلیلوں کینوں میں بھی پائے جاتے ہیں، تو تمہارے طور پر یہ سب ذلیل بھی اس فضل جلیل سے متصف ٹھہرے، اور معاذ اللہ ان میں اور ان معظمین کرام میں کوئی وجہ امتیاز نہ رہی۔ کہیں ان مسخروں بے ادبوں پر یہ اعتراض حق ہے یا نہیں؟۔

(۵) کہیں اس مرتبہ جلیلہ کی توہین ان بے ادب گستاخوں نے کی یا ان خدام سلطنت نے جنھوں نے ان کے کلام گستاخی کی شاعت ظاہر کی۔ گستاخی کی گستاخی جتانے والا معاذ اللہ خود گستاخی کرتا ہے یا گستاخی کا رد؟۔

سوال چہل و نہم:

معظمین کرام اراکین سلطنت کے بعض اوصاف عظیمہ ایسے ہوں کہ ان کی طرف اعلیٰ حضرت سلطانی سے خاص ہے اور طرف ادنیٰ ہر کس و ناکس میں موجود، مگر یہ معظمین اس کی ایسی جلیل عظیم مقدار سے متصف و مخصوص ہوں جس کے سبب وہ اوصاف بھی ان کے دامن فضائل کے طراز اور نظر رعایا و خود نگاہ سلطانی میں ان کے لیے وجہ امتیاز ہوں، خدام سلطنت، اراکین کرام کی ان اوصاف سے مدح کریں، یہ مدح صحیح و بر محل ہے یا نہیں؟۔

(۲) طرف اعلیٰ کو تو رعیت سلطانی کا ہر تنفس جانتا ہے کہ خاص بہ حضرت سلطان ہے، اس کا ارادہ درکنار مدح اراکین میں اس کی طرف ذہن اسی کا جائے گا جو حقیقتہً سلطان سے باغی اور اس کی سلطنت میں اوروں کو شریک کرنے کی دھن میں ہو۔ رہی طرف ادنیٰ کے ہر کس و ناکس میں موجود وہ کسی پکے بے خبر کچے پاگل کے سوا مقام مدح اکابر میں ملحوظ نہیں ہو سکتی۔ اب اگر کوئی بے ادب بد لگام، دریدہ دہن نمک حرام، اس مدح اکابر کرام پر یوں منہ آئے کہ یہ مدح غلط و باطل ہے، اس وصف کا حکم ان اکابر پر صحیح نہیں، کہ وہ بروجہ کامل صرف حضرت سلطانی سے خاص، اور غیر کامل میں ان اراکین سلطنت کی کیا

خصوصیت، ایسا تو ہر ذلیل و خسیس میں موجود ہے، ان میں اور ان کمینوں میں فرق کیا ہے، کیا یہ سرکش، باغی و طاغی اور عداوت اراکین سلطنت کا داغی ہوا یا نہیں؟۔

(۳) اراکین کرام کی اس مدح جلیل کا باطل کرنے والا ہوا یا نہیں۔ ان پر اس فضیلت کے حکم کو اس نے غیر صحیح کہہ کر نفس فضیلت کا ابطال کیا یا نہیں؟۔

(۴) خدام سلطنت کا کلام مدح تھا، اور مدح میں ہر گز کوئی ایسا متبذل وصف مراد نہیں ہو سکتا، تو اس کا احتمال ان کے کلام میں تھا۔ یا اس نے قصداً تحریف کر کے اس وصف جلیل کو اس متبذل ذلیل پر ڈھالا؟۔

(۵) معظمین کے وصف جلیل کو صفت ذلیل پر ڈھالنے والا اس وصف اور ان معظمین کی توہین کرتا ہے یا نہیں؟۔

سوال پنجاہم:

تھانوی صاحب پلید و بلید کا ایمان تو معلوم، مگر آخر کوئی دھرم رکھتے ہیں، ان سے اسی دھرم سے کہلوائیے کہ صورت اولیٰ مذکورہ سوال ۴۸ میں خدام سلطنت نے ان باغیوں کی گستاخی رد کی یا نہیں؟۔ کہ خود ان خبیثوں کے کلام میں توہین تھی۔ اور صورت ثانیہ میں جو اس سوال ۳۹ میں ہے، کلام خدام سلطنت تعظیم اراکین تھا یا نہیں۔ اس باغی منکر نے اس مدح جلیل کو وصف ذلیل پر ڈھال کر خود گستاخی کی یا نہیں؟۔ کہ ان ادب داں مداحوں کے کلام میں توہین نہ تھی اس نے اپنی طرف سے توہین ایجاد کی۔

(۲) ان سے کہیے دھرم سے کہیں: صورت اولیٰ میں ان خدام سلطنت کا وہ رد توہین فرمانا کہ بے ایمانو! تمہارے طور پر اراکین کرام کی کچھ خصوصیت نہ رہی، وجہ امتیاز نہ رہی، صورت ثانیہ کے اس باغی طاغی کے لیے سند ہو سکتا ہے جو عظیم جلیل تخصیص ماننے والے مداحوں کا رد کر کے خود کہتا ہے کہ... ”اس میں ان اراکین کی کیا تخصیص ایسا تو ہر ذلیل میں موجود ہے“ اراکین اور کمینوں میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔

(۳) کیا اس طاغی کا کہنا کہ انکار تخصیص دونوں کے کلام میں ہے، اس کی صریح حرام زدگی نہیں۔ تھانوی صاحب! بلید و پلید جہنم میں جائیں، کیا ملا بن کر آپ بھی اس طاغی سے نہ کہیے گا کہ او مردود! وہ خود منکر تخصیص نہیں بلکہ ان بے ادب باغیوں پر رد کرتے ہیں، کہ مردکو! تمہارے طور پر تخصیص نہ رہی، اور تو تو خود منکر تخصیص ہوا، اور قائلان تخصیص یعنی مداحین اراکین کا رد کیا، اور اکابر عظام کو ذلیلان لٹام سے ملا دیا۔ کیا اس سے نہ کہیے گا کہ مردود و دیوانہ ہوا ہے، رد توہین کو سند توہین بناتا ہے، تیری مت کتنی

گندی، کیسے خبیث دیو کی بندی، کہ تو اسلام کو کفر کیا چاہتا ہے، مسلمانوں پر اپنا کفر تھوپا چاہتا ہے: ”احسأ یا کلب الشیطان ، فمالک حظ فی الایمان“ کیوں تھانوی صاحب یہ حق ہے یا نہیں؟۔

تھانوی دین میں کہہ بھاگ خدا لگتی کچھ

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

سوال پنجاہ ویکم:

جناب تھانوی صاحب کہیے! اب بھی یہ ناپاک ولید پلید اور رسلیا والا بلید کچھ چیتے یا نہیں؟۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہندی کی چندی چاہیں گے، ان احمقوں سے فرمائیے کہ مرد کو! آؤ تطبیق کرالو! (دیکھو سوال ۴۸) وہ سلطان جلیل البرہان رب العزت جل جلالہ ہے۔ اور وہ مرتبہ جلیلہ کہ محض فضل و عطاء سلطانی ہے رسالت و نبوت۔ اور وہ اراکین سلطنت معظمان مملکت جن کو سلطان نے اپنے فضل خاص سے اس مرتبہ جلیلہ پر ممتاز فرمایا، حضرات انبیاء علیہم افضل الصلاۃ والثناء۔ اور وہ بے ادب باغی کہ فضل و عطاء سلطانی سے منکر ہو کر اس مرتبہ جلیلہ کو اوصاف نازلہ پر ڈھالتے ہیں، فلاسفہ ہیں۔ اور وہ خادمان سلطنت کہ ان بے ادبوں کی ان گستاخیوں کو ان پر مار رہے ہیں یہ علما ہیں۔

کیوں تھانوی صاحب! پلید و بلید بہ جہنم، ان جاہلوں کے کیا منہ لگیں، آپ تو پڑھ لکھے ہیں، ایک آدھ عالم کی کچھ صحبت اٹھائے ہوئے ہیں۔

دیکھیے تو اسی شرح مواقف میں اسی موقف اسی مرصد اسی مقصد، ہاں ہاں اسی بحث میں جس میں سے ایک ٹکڑا یہ مسماۃ ”بسط البنان“ نقل کر لائی اور باقی اپنی مخفی جیب میں چھپائی۔ (۱) شروع بحث مذکور میں یہ عبارت تو نہ تھی:

”النبی عند اهل الحق من الأشاعرة وغيرهم من المليين من قال له الله تعالى ﴿ممن اصطفاه من عباده ارسلتك﴾ اوبلغهم عنى اونحوه ، ولا يشترط فيه شرط من الاحوال المكتسبة بالرياضات والمجاهدات ولا استعداد ذاتي كما تزعمه الحكماء ، بل الله سبحانه يختص برحمته من يشاء من عباده ، فالنبوة رحمة موهبة متعلقة بمشيئة فقط ، وهذا الذي ذهب اليه اهل الحق بناء على القول بالقادر المختار الذي يفعل ما يشاء ويختار ما يريد“۔ (۱)

کیوں تھانوی صاحب اس عبارت سے مسلمانوں اور فلسفیوں کا اصل منشائے نزاع کیسا واضح تھا کہ یہ مرتبہ جلیلہ ہمارے نزدیک محض فضل و عطا و وہب کبریا ہے، جسے کوئی کسب و جہد سے کسی طرح حاصل نہیں کر سکتا بخلاف فلاسفہ کہ وہ خبیث اس سے منکر ہیں۔ کیا اس میں صاف تصریح نہ تھی کہ ہمارے ان کے اختلاف کا بنی یہ ہے کہ اللہ عز و جل ہمارے نزدیک قادر مختار ہے جو چاہے کرے، اور فلاسفہ اس سے کافر ہیں۔

کیوں تھانوی صاحب! مسماۃ یہ سارا کلام کیسا ہضم کر گئی جس سے کھلتا کہ فلاسفہ اصل مناط نبوت اور اس کے اختصاص بہ انبیائے حق کے منکر اور اسے کسی مانتے ہیں کہ ریاضت وغیرہ سے حاصل ہو سکتی ہے۔ (۲) اسی کے متصل تھا:

”اما الفلاسفة فقالوا: النبي من اجتمع فيه خواص ثلاث“ (۱)
جس سے روشن تھا کہ یہاں فلاسفہ علوم غیب سے حضرات انبیائے کرام علیہم افضل الصلوة والسلام کی مدح نہیں کر رہے ہیں، بلکہ نبی کی تعریف فلسفی جامع مانع بتانا چاہتے ہیں جس سے ثابت کہ جس میں یہ تین باتیں پائی جائیں وہی نبی ہے کسے باشد۔ کیوں تھانوی صاحب! مسماۃ یہ دوسرا جملہ بھی کیسا ہضم کر گئی کہ فرق بحث نہ کھلنے پائے۔

(۳) اسی کے متصل ان تینوں باتوں سے جن کا اجتماع فلاسفہ کے نزدیک نبی ہو جانے کو بس ہے، پہلی بات کے بیان میں خود متن مواقف میں تھا۔

”أحدها أن يكون له اطلاع على المغيبات“ (۲)
جس میں لفظ ”اطلاع“ نکرہ تھا کہ قلیل و کثیر سب کو شامل، جسے ایک ایک بات بھی گزشتہ و آئندہ و موجود کی معلوم ہو جائے اس پر صادق ہے۔

”له اطلاع على المغيبات الكائنة والماضية والآتية“ (۳)
کیوں تھانوی صاحب! مقام تعریف ہے اور تعریف منافی ابہام، اور مطلق اطلاع و اطلاع مطلق کے اندر اوساط غیر متناہی، جن میں خاص مقدار کی تعیین پر نہ عبارت دال نہ اصلاً کوئی دلیل۔ کیا

(۱) [كتاب المواقف المقصد الأول - المرصد الأول في النبوات: ۳/۳۳۲]

(۲) [كتاب المواقف المقصد الأول في النبوات: ۳/۳۲۹]

(۳) [كتاب المواقف المرصد الأول في النبوات: ۳/۳۳۳]

فلاسفہ یا ان کی طرف سے آپ برہان دے سکتے ہیں کہ دس، یا سو، یا ہزار، یا لاکھ، کتنی تعداد کے غیب جاننا نبی کو لازم، اور اس کے غیر کو محال، اور جب تعین ناممکن اور بہ فرض غلط ہوتی بھی تو ہرگز الفاظ تعریف میں اس سے تعرض نہیں، یا تو محمل ممکن نہ رہا مگر طرف ادنیٰ کہ مطلقاً بعض غیب پر اطلاع اگرچہ ایک ہی پر ہو۔ یا طرف اعلیٰ کہ جمیع غیوب کا احاطہ تامہ جس سے کچھ باہر نہ رہے۔ اور ثانی خود فلاسفہ کے نزدیک نبی کے لیے ضرور نہیں، تو قطعاً اول متعین رہا، اور قول فلسفی کا حاصل یہ ٹھہرا کہ ایک غیب پر بھی اطلاع ہو جانا خاصہ نبی ہے کہ جس میں یہ بات پائی جائے وہ ضرور نبی ہے۔

تھانوی صاحب! مسماۃ یہ تیسرا بھی کیسا ہضم کر گئی جس سے فلاسفہ پر اعتراض علما کا منشا کھلتا۔

(۴) اسی کے متصل خود فلاسفہ حتماً سے اسی امر اول کے بیان میں منقول تھا:

”وکیف یستنکر ذلك الاطلاع فی حق النبی وقد یوجد ذلك فیمن قلست شواغله لریاضة او مرض او نوم ، فان هؤلاء قد یطلعون علی مغیبات ویخبرون عنها کما یشہد به التسامع والتجارب بحیث لا تبقی فیہ شبهة للمنصفین“ (۱)

جس سے ظاہر تھا کہ ان احمقوں نے اطلاع علی الغیب کو انبیا سے خاص مان کر خود ہی یہ بھی کہہ دیا کہ غیر انبیا ریاضت والے اور بیمار اور سوتے آدمی بھی غیبوں پر مطلع ہو جاتے اور غیب بتاتے ہیں جس پر تجربے ایسے گواہ ہیں کہ انصاف والوں کو اس میں شبہ کی گنجائش نہیں۔

تھانوی صاحب! مسماۃ یہ چوتھا بھی ہضم کر گئی جو خاص منبع الزام فلاسفہ و اعتراض علما تھا، تھانوی صاحب اس حرافہ کے یہ قطع بریدوں کے طور مار دیکھتے جائیے۔

(۵) اسی کے متصل وہ عبارت تھی کہ.. ”قلنا ما ذکرتم مردود“

جو اس مردودہ نے نقل کی، اور اس میں بھی ”أی بالنبی“ تک۔

مگر یہ جملہ ”کما اقررتم به حیث جوزتموه للمرتاضین والمرضی والنائمین

فلا یتمیز به النبی عن غیره“ (۲)

ہضم کر گئی، جس سے واضح تھا کہ یہ نبی وغیر نبی میں امتیاز نہ رہنا فلاسفہ کے اس قول خبیث کی خباثت ہے جو الزاماً ان پر وارد کی گئی ہے، نہ کہ معاذ اللہ ”خفص الایمان“ والے کی طرح علما خود نبی وغیر نبی

(۱) [کتاب المواقف المرصد الأول فی النبوات: ۳/۳۳۳]

(۲) [کتاب المواقف المرصد الأول فی النبوات: ۳/۳۳۳]

میں فرق کے منکر ہوئے ہوں۔ مسماۃ یہ پانچواں بھی نکل گئی۔
(۶) اسی کے متصل فلاسفہ پر دوسرا اعتراض تھا کہ...

”احالة ذلك الاطلاع على اختلاف النفوس مع اتحادها بالنوع كما هو
مذهبهم مشكل ؛ لان المساواة في الماهية توجب الاشتراك في الاحكام والصفات،
واسناد الاختلاف الى احوال البدن مبني في القول بالموجب بالذات“۔ (۱)
مسماۃ چھٹا بھی صاف اڑا گئی جس سے اور بھی صریح روشن تر تھا کہ ان خبیثوں کی خیانت بروجہ
الزام ان کے منہ پر ماری جا رہی ہے۔

کیوں تھانوی صاحب! یہاں بھی کہہ دینا کہ علما بطور خود کہہ رہے ہیں کہ جب نبی وغیر نبی کی
ماہیت ایک ہے، تو نبی اور ہر کافر کا سب صفتوں میں شریک ہونا واجب۔
کیوں تھانوی صاحب! رسلِ اللہ کا تھانوی تو نہ ہوگا۔ شرمائے توجب کہ ایمان ہو، جب ایمان نہیں
حیا کہاں۔

(۷) تھانوی صاحب! رسلِ اللہ کی اونڈھی کھوپڑی کی شامت دیکھیے: شرح مواقف کی عبارت
سے تو یہ دوسرا اعتراض الگ چٹ کر گئی مگر حاشیہ پر شرح طوابع کی عبارت لاتے وقت وہ اپنا چتر تر بھول گئی،
اس کا دوسرا اعتراض بھی نقل کر لائی کہ...

”وايضا النفوس البشرية كلها متحدة بالنوع فما جاز لبعض جاز لآخر
فلا يكون الاطلاع خاصة للنبي“

وہ تو اس پر مگن ہو گئی کہ آہا نبی کا خاصہ اڑا جاتا ہے، تو ”خفص الایمان“ کے گھاؤ میں بتی ہو جائے
گی کہ کیا ”لا یختص“ کا وہی مفہوم نہیں جو عبارت حفظ الایمان کا ہے؟۔ اور یہ سمجھ نصیب دشمنان کہ علما
معاذ اللہ خاصہ انبیاء نہیں اڑاتے بلکہ فلاسفہ حقا کو ان کے مذہب ناپاک پر نیچا دکھاتے ہیں، اور خفص
الایمان خود نبی کا خاصہ اڑاتی ہے۔ علما تو فلسفی تو ہیں کارِ در کر رہے ہیں اور خفص الایمان آپ تو ہیں بک رہی
ہے۔ خیر یہ بات تو آئندہ کہنے کی تھی جہاں سوال ۴۹ کی تطبیق کی جائے گی، مگر سلسلہ سخن اس تک پہنچا اور حق
بجاء اللہ اہل حق پر واضح ہو ہی لیا ہے، حال واستقبال یکساں ہے۔ واللہ الحمد

(۸) تھانوی صاحب! حسام الحرمین شریف نے جو ”خفص الایمان“ اور اس کی ماں ”براہین

(۱) [کتاب المواقف المرصد الأول في النبوات: ۳/۳۳۴]

قاطعہ“ اور اس کی خالہ ”تخذیر الناس“ کی عبارات کفریہ کو ذکر کیا، اور ساری کتابیں اٹھا کر نہ دھریں، اس پر آپ کے اذنا ب و حواری نے کیا کیا عمو کا جھوٹا غوغا نا واقف عوام کو دھوکے دینے کے لیے مچایا، دیوبند کی سرزمین سر پر اٹھا کر قریٰ قوم لوط علیہ الصلاۃ والسلام کی طرح آسمان تک پہنچانی چاہی کہ... ہے ہے آدھی لکھی۔ ہے ہے پوری نہ لی، حالانکہ جتنی عبارت سے کفر متعلق ہے قطعاً پوری لے لی تھی، ساری کتاب نقل کر دینی کیا ضروری تھی، خیر اس کی تفصیل تو ”القتل القاصم للداسم القاسم“ میں ملاحظہ ہو۔ مگر رسلیا کی فرمائے کتنی پکی حرافہ بے ایمان ہے کہ خاص مقام سے بیان کے بیان ہضم، اور بیچ میں سے تین حرف کا جملہ پکڑ لیا۔ کیا آپ ان ناپاک حرکتوں پر رسلیا پر نہ تھوکیں گے۔ کیا اس سے نہ کہیے گا کہ... ع

شرم بادت از خدا و از رسول

مگر کیا فائدہ کہ رسلیا والا خدا و رسول کو مانتا ہی نہیں۔ جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۹) مسماۃ نے قطع بریدیں اپنے اسی چھکے میں نہ کیں۔

شرح مواقف میں اسی کے متصل دوسرے خاصہ خرق عادات کے رد میں فرمایا:

”ظہور الامور العجیبة الخارقة للعادة لا یختص بالنبی کما اعترفتم بہ

فکیف تمیزہ عن غیرہ“ (۱)

یہاں بھی فلاسفہ کے اعتراف سے ان پر ضرب تھی۔ کیوں تھانوی صاحب! کیا علمائے سنت خود اپنے طور پر کہہ رہے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے معجزات اور چلہ کشوں کے عجیب واقعات میں کچھ فرق نہیں۔ رسلیا یہ سا تو اں بھی ہضم کر گئی۔

(۱۰) اسی کے متصل سب سے بڑھ کر کلام تیسرے خاصہ وحی پر تھا کہ..

”مآل ما ذکرہ الی تخیل مالا وجودہ فی الحقیقۃ کما للمرصی والمجانین

علی ماصر حوا بہ ، فکیف یکون نبیا من کان امرہ ونہیہ من قبیل ما یرجع الی

تخیلات لا اصل لها قطعاً ، وربما خالف مادعا الیہ المعقول ایضاً“۔ (۲)

کیوں تھانوی صاحب! یہاں بھی کہہ دینا کہ شارحان مواقف و طوابع انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی

وحی کو محض بے اصل سرسامیوں اور پاگلوں کا سا ہڈیان بتا رہے ہیں۔

(۱) [کتاب المواقف المرصد الأول فی النبوات : ۳/۳۳۵]

(۲) [کتاب المواقف المرصد الأول فی النبوات : ۳/۳۳۶]

ع شرم بادت از خدا و از رسول

سوال پنجاہ و دوم:

تھانوی صاحب! خبیث مرتد نیچری کہ حقیقت وحی کا منکر اور قرآن مجید کو ایک جوشیلے آدمی کی باتیں بتاتا ہے کہ جوش کے وقت بے خودانہ اس کے منہ سے نکلتی ہیں، کیا وہ مسماۃ ”بسط البنان“ کی طرح اس عبارت ”شرح مواقف“ کو اپنی سند نہیں بتا سکتا، بلکہ مسماۃ بے چاری کو تو اتنا ہی نصیب ہوا کہ... ”انصاف درکار ہے، کیا ”لایختص“ کا وہی مفہوم نہیں جو عبارت ”خفص الایمان“ کا ہے۔

وہ تو اس سے بڑھ کر بڑی تعلیٰ سے کہہ سکتا ہے کہ... ”انصاف درکار ہے، میں نے تو وحی کو فقط جوشیلے آدمی کی باتیں کہا تھا، شارح مواقف تو اسے پاگلوں کی بک، سرسامیوں کی جھک بنا رہے ہیں“ تو کیا اس کا یہ سند لانا آپ صحیح بتائیں گے، ایسا ہے تو قسمت کا لکھا کفر مبارک، اور نہ مایہ توجہ بولے کیوں یہ عبارت اس کی سند نہیں ہو سکتی حالاں کہ اس میں تو وحی کو اس سے بھی بدتر درجہ میں پھینکا ہے۔ اب کہیے گا کہ نیچری مردک دیوانہ ہے، صاحب مواقف و شارح ”رحمہما اللہ تعالیٰ“ نے معاذ اللہ اپنی طرف سے تو ایسا نہیں کہا، بلکہ فلاسفہ کے قول پر اس کا الزام دیا ہے۔ جی تو رسلیا کے داؤں کو یہ کیوں نہ سوجھی وہ ”لایختص“ بھی انھوں نے اپنی طرف سے نہ کہا، انھیں خبیثوں کو الزام دیا ہے، نیچری کو دیوانہ کہہ گئے، کہن چری کو پگی کیوں نہیں کہتے۔ اگر کہیے یہاں تو خود ماتن نے صاف کہہ دیا ہے ”علی ماصر حوا بہ“ یعنی یہ فلاسفہ کی تصریح ہے۔ جی تو وہاں کیا انھوں نے صاف نہ فرما دیا تھا ”کما اقررتہ بہ“ یعنی یہ فلاسفہ کا اقرار ہے، بلکہ وہاں تصریح فلاسفہ اس امر کے متعلق بتائی ہے کہ دیوانے غیر موجود اشیا کو دیکھتے ہیں۔ عبارت یہ ہے:

”کما للمرضی والمجانین وانہم یشاہدون مالا وجود لہ فی الخارج علی ماصر حوا بہ وقرر واما هو السبب فیہ ، ولا شک ان ذلک انما یكون علی سبیل التخیل دون الشماہدۃ التحقیقۃ“ (۱)

اور یہاں خود ”لایختص“ کو اقرار فلاسفہ بتانا ہے کہ ”لایختص بالنبی کما اقررتہ بہ“ تو یہاں امر اور بھی واضح تھا مگر

ع جب آنکھ ہی نہ ہو تو کھلا دن بھی رات ہے

(۱) [کتاب المواقف المرصد الأول فی النبوات: ۳/۳۳۶]

کیوں تھانوی صاحب کیسی کہی

ع شرم بادت از خدا و از رسول

مگر میرا یہ کہنا ہی فضول ہے، جب ایمان نہیں شرم کیوں کر معقول۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ

العلی العظیم۔

تھانوی صاحب! اب تو کھلا کہ یہ سب خباثتیں فلاسفہ کے مذہب میں تھیں جن کو علما آشکار فرما رہے ہیں کہ بے ایمانوں! تم نے نبی کو اتنی قدر کر دی۔ نہ کہ جو توہین نبوت ان کے کلام و مذہب میں نہ تھی بلکہ اس کا اصلاً احتمال کسی عاقل کو نہ ہوتا، وہ یہ علما معاذ اللہ ”خفص الایمان“ کی طرح خود بک رہے ہیں۔ مگر ہے یہ کہ تف بروئے بے دینی، بھلے مانس کی صورت! شیطان ملعون کی ٹانگ تلے آ کر کفر زبان سے نکال دیا، تو ابھی درتو بہ کھلا ہے، یا عمر بھرا بلیس ہی کا ساتھ دینا ہے۔ وہ دیکھو وہ دور سے ٹھٹھے لگا کر کہہ رہا ہے:

﴿إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ﴾ (۱)

لہذا اپنی عاقبت پر رحم کرو، اور اس کے آگے سرکارِ واحد قہار سے جو حکم نافذ ہوا ہے اس سے ڈرو۔

وہ یہ کہ...

﴿فَكَانَ عَاقِبَتُهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ﴾ (۲)

والعیاذ باللہ رب العلمین

نہ سہی اپنی ڈھلی بگڑی تم جانو، اپنے ساتھ علما کو کیوں سانو۔ انصاف درکار ہے، وہ تو ایسے ہی کفر کا رد کر رہے ہیں جیسا تم نے بکا، پھر اپنے رد کو اپنی سند بنائے لیتے ہو، مگر یہ بھی ابلیسی چال اور عوام کو اپنے کفر میں پھانسنے کا جال ہے، لیکن الحمد للہ مسلمانوں کا حافظ اللہ ہے، وہ دیکھیے آپ کی پھانسی آپ ہی کے گلے میں پڑی۔ والحمد للہ رب العلمین

سوال پنجاہ وسوم:

تھانوی صاحب! رسلایا والا بھی کیا یاد کرے گا کہ کسی کڑے سے پالا پڑا تھا، یہاں تک تو خبثائے فلاسفہ پر انطباق دکھایا تھا، اب وہ کھولوں جس سے مخالف چونڈھیا کر پٹ ہو جائے اور آنکھ کھولے تو چوپٹ ہو جائے۔

(۱) [سورة الحشر: ۱۶]

(۲) [سورة الحشر: ۱۷]

تھانوی صاحب! آپ نے یہ بھی دیکھا کہ سوال ۲۸/ فلاسفہ ہی پر منطبق نہیں بلکہ یہ پلید و بلید سب انھیں کفار عنید سے طابق الجوت بالجوت ہیں۔ بعینہ یہ کفار انھیں کفار کی راہ چلے ہیں، علما نے جو ان کافروں کا رد کیا وہی ان کافروں پر ”حسام الحرمین“ نے وارد کیا۔

تھانوی صاحب! ان بے ایمانوں کی ڈھٹائی تو دیکھیے، اپنے رد کو اپنی سند بنائے لیتے ہیں، اس کے اشارات اوپر بھی گزرے مگر کام تو ان سے ہے جن کو بدیہیات بھی مجہول مطلق ہیں۔ لہذا پورا انطباق کھول کر دکھاؤں، ابھی نہ سوچھی تو میں سجھاؤں۔

مبدئیت جس سے زید نے رب عز وجل کا وصف کیا، اس کا مناط وجوب وجود ہے کہ اس سے مراد افاضہ وجود ہے، جو واجب الوجود نہیں، اپنی حد ذات میں خود ہالک و ناقض وجود ہے، دوسرے کے لیے کیا مقتضی وجود و مفید ہستی ہوگا۔ ولید پلید اسے اس مناط حق پر رکھتا تو اسے کسی شق، کسی صورت میں کسگر کہہ کر خدا کے برابر نہ سوچتے، مگر اس بے ایمان نے اسے مناط حق سے پھیر کر صرف ظاہری تبدیل ہیأت وضع پر لا ڈھالا اور ایسے وصف عظیم، کو یوں بے قدر کر دیا، اسی طرح علم غیب، جس سے زید نے نبی ﷺ کا وصف کیا، اس کا مناط مثل مناط رسالت صرف اختصاص و وہب ربانی تھا جس پر آیہ کریمہ:

﴿وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (۱)

شاید، یعنی وہ بات جسے جان لینے کی طرف عقل و حواس کو راہ نہ ہو رب عز وجل محض اپنے فضل سے اپنے بندہ کو اس کے علم کی راہ دے، اس پر اسے تسلط بخشے، جیسا کہ خود اس نے قرآن عظیم میں ارشاد فرمایا:

﴿عَلِمَ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنْ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ﴾ (۲)

رسلیا والا بلید مرید اس مناط حق پر رہتا تو اسے کسی شق، کسی صورت میں ہر پاگل، ہر چوپایہ نبی کے مانند نہ سوچتا، مگر اس مردود نے اسے مناط حق سے توڑ کر صرف اتنی بات پر لا ڈھالا کہ کوئی بات ایسی جاننا جو کسی دوسرے پر چھپی ہو، جس سے پاگل چوپائے کو اس صفت جلیلہ میں معاذ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شریک کر سکے، اور پھر براہ عیاری خفض الایمان میں ”کسی نہ کسی بات“ کہا اور مسماۃ اس پر اور حاشیہ چڑھاتی ہے کہ گویا وہ ایک ہی چیز ہو، حالاں کہ یوں تو ہر پاگل ہر چوپائے کو روزانہ لاکھوں علم غیب ہیں۔

(۱) [سورہ آل عمران: ۱۷۹]

(۲) [سورۃ الجن: ۲۶، ۲۷، ۲۸]

مثلاً: دیوبند میں جو دیوانہ ہو اس کے سامنے وہاں کے مکان کی ایک ایک اینٹ، زمین کا ایک ایک ذرہ، گھر کے مرد عورتوں بچوں کا ایک ایک بال، گھر کی ایک ایک مکھی بھنگا وغیرہ وغیرہ لاکھوں چیزیں ہیں۔ اور تھانہ بھون میں جو چوپایا ہو اس سے وہ سب مخفی ہیں۔ یوں ہی تھانہ بھون کا چوپایہ وہاں کی لاکھوں اشیاء دیکھ رہا ہے، جو دیوبند کے دیوانے سے چھپی ہیں۔ کیا جناب تھانوی صاحب باستثنائے منقطع کے سوا کوئی عاقل اسے علم غیب کہے گا۔

مسلمانو! دیکھا، اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیسی صفت جلیل عظیم اختصاصی کو کیسی ذلیل متبذل بے قدری بات پر لا ڈھالا، تو یہ ان کفار فلاسفہ کا پورا فضلہ خوار ہوا، وہی نفی منط ہے، وہی اختصاص الہی و وہب ربانی سے عدول ہے، وہی صفت جلیلہ کی توہین و تذلیل ہے، وہی کسی نہ کسی بات کا اطلاق و شمول ہے۔ ہاں فرق اتنا ہے کہ وہاں للو فلاسفہ نے نبی کا خاصہ کہہ کر وہ کبی کہ ہر کس و ناکس کو شامل ہو گئی، اور علما نے ان احمقوں کو الزام دیا کہ اب نبی وغیر نبی میں کیا تمیز ہے۔ اور یہاں یہ ان کا کاسہ لیس ان سے بھی پانچ جوتیاں بڑھا ہوا خود اپنے منہ نفی خاصہ کر رہا ہے کہ...

”اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے“

اور خفص الایمان صفہ ۷ پر خود اپنے منہ نبی وغیر نبی میں فرق کا انکار کر رہا ہے کہ...

”نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے“ (خفص الایمان ص ۸)

تھانوی صاحب! ملاحظہ ہو وہ فلاسفہ بدتر کافر۔ یا یہ رسلیا والا فاجر؟۔

شرح مواقف و شرح طوالم کی عبارتیں ان کافروں کا زیادہ رد ہیں جو نہ نفی خاصہ کے خود قائل ہوئے، نہ نفی امتیاز کے، بلکہ ان کے قول سے اوپر الزام آئے۔ یا اس مرتد پر زیادہ قہر ہیں جو اپنے منہ ان نفیوں کے کفر بک رہا ہے؟۔

تھانوی صاحب! ان پلید و بلید کی کمال منہ زوری بے ایمانی دیکھی، کیسا اپنے قاہر رد کو الٹی اپنی سند بنایا چاہتے ہیں۔

ضربت مرداں دیدی نعمت رحمن چشیدی

فائدہ: تھانوی صاحب! اس دسویں کیادی پر اعتراضات میں ہمارے اگلے تین پر پھر نظر ڈالیں، دیکھیے وہ رسلیا والے پر کیسے ٹھیک اتر گئے، کیا اتنی ضربات عظیم کے بعد بھی نہ سوجھی ہوگی۔ ولید و شریذ و فلاسفہ و عنید و پلید و بلید سب خبیثوں کو ایک ہی آزار۔ ہر ایک ہی کفر کا بیمار۔ سب پر ابلیس ایک ہی طرح سوار۔ یعنی اوصاف جلیلہ کے سچے منط سے انکار۔ ذلیل و بے قدر احوال پر اوتار۔ توہین نبی و واحد

قہار۔ وعقبی الکفرین النار۔ یوں ہی طاعی و باغی پر بھی یہی پھٹکار۔ اور وہ دونوں بھی ایسے ہی کفار۔ اگر کسی نبی مثلاً سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سلطنت پر وہ انکار۔ اس تقدیر پر گمان ہو سکتا تھا کہ یہ سات قسم کے کافر ہیں اور جہنم کے بھی سات دروازے ہیں، بحکم ﴿لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِّكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ﴾ (۱)

ہر ایک کو جدا دروازے سے داخل کریں، مگر نہیں وہ ساتوں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے اور جہنم کے ایک ہی دروازے سے ڈھکیلے جانے کے قابل ہیں۔ والعیاذ باللہ رب العلمین۔

سوال پنجاہ و چہارم:

تھانوی صاحب میری دراز نفسی معاف فرمائیے، میرا کلام طویل ہوا، پہلے حل کا نام سن کر آپ کا جی ڈھونڈھتا ہوگا کہ دوسرا اور مسماۃ کی گرہیں کھولنے اترتا ہے، انصاف کیجیے تو ایک ہی نے کیا لگی رکھی کہ دوسرا اور مانگے، مگر ہاں اس کی اس ہٹ کی ناز برداری ضرور ہمیں کرنی رہی کہ یہ تو تم نے علم غیب کے معنی و منطاط اہل عقل کے طور پر لے کر فلاسفہ اور رسلیا کو جہنم کے ایک ہی کونیں میں ڈھکیل دیا۔ وہ کہتی ہے میں یوں نہیں مانتی، میری گہرائی پر اترو جس میں ہر پاگل، ہر چوپائے کو علم غیب ہو، دیکھوں تو اس میں تم میری ڈیڑھ گرہ کیسے کھولے لیتے ہو۔ رسلیا کی یہ تریا ہٹ اگر چہ نری جنون کی بوکھلاہٹ، کوئی پاگل کہے کہ تم نے عقلا کے مسلمات پر میری بکواس رد کی، پاگلوں کے مسلمات پر تو رد کردو، اس کا جواب اتنا ہی بس ہے کہ ہشت۔ مگر مجھے رسلیا کی تو ہر طرح ناز برداری منظور، لہذا جس طرح سوال ۴۸ کا انطباق دکھایا سوال ۴۹ کا بھی دکھا دوں کہ اس کی آنکھیں پھٹ کر رہ جائیں۔ چل کہاں تک چلتی ہے۔

چہ قدر بدشت تو سن بہ پیش دو اندہ ام من

چہ قدر رمیدہ است او چہ قدر رماندہ ام من

ہاں تھانوی صاحب! کہیے تو زید مسلمان جو اپنے رب، اپنے نبی، اپنے ائمہ، اپنے علما۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہم و رحمہم۔ سے سیکھ کر (جیسا کہ سوال ۳۹ میں اس کا ایک مختصر نمونہ گزرا) اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر علم غیب کا حکم کرتا ہے، اسے حضور کی مدح کریم مقصود ہے۔ یا کچھ اور؟

(۱) بولو کہ ہاں، وہ اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح ہی کرتا ہے اور یہی اس کی مراد ہے۔

(۲) اب بولو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں یہ وصف جلیل تمام عالم سے ارفع و اعلیٰ درجہ پر ہے یا نہیں؟۔ کہو ہے اور ضرور ہے، اور کیوں نہ کہو گے کہ خدا کا دھراسر پر، یہی بسط البنان اس کی مقرر ہو چکی ہے۔

(۳) اب کہو کہ اس کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس درجہ و فو و کثرت پر ہونا کہ شمار لاکھ لاکھ بار تھک رہے اور اس کی مقدار کا لاکھواں حصہ نہ گن سکے، کچھ تعریف فلسفی کی طرح بوجہ ابہام منافی مدح ہے یا اور زیادہ مؤید مدح؟۔ کہو کہ ہرگز منافی نہیں بلکہ کمال مؤید۔

(۴) اب بولو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں یہ وصف عظیم جلیل کریم قابل مدح ہے یا نہیں؟۔ مسلمان کا نام پیارا جانتے ہو تو کہو کہ ہاں ضرور عظیم مدح کے قابل ہے، جس سے قرآن عظیم نے ان کی مدح فرمائی، خود انھوں نے اپنی صحیح حدیثوں میں اپنے رب کی یہ جلیل نعمت اپنے لیے جتائی، صحابہ و تابعین و ائمہ دین میں قرناً و قرناً ان کی یہ ثنا ہوتی آئی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

”قَدَّرَ مَا اعْطَاهُ مِنَ الْغُيُوبِ وَعَلَّمَ“

زیادہ تسکین چاہو تو خالص الاعتقاد سے اپنا علاج کراؤ۔

(۵) اب سوالات سابقہ دیکھ کر بولو کہ مناط مدح کیا ہے، مدح کو کتنی بات ضرور، کیا جب تک کسی صفت میں اللہ عز و جل کی برابری نہ ہو اس سے مدح نہیں ہو سکتی؟۔ کیا کوئی کافر سا کافر ایسا کہہ سکتا ہے بشرطے کہ دھرم کا گنگو، ہی انیٹ ہو ہی نہ ہو۔

(۶) کیا مدح کسی عام ذلیل مبتذل وصف سے ہوگی، کیا کوئی احمق سا احمق، کودن سا کودن ایسا گمان کر سکتا ہے بشرطے کہ امت کا تھانوی دیوبندی نہ ہو۔ سبحان اللہ! مدح اور وہ بھی کس کی اعظم الحمد و حین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی، اور اس میں مراد ایک ایسا وصف ہو جو ہر پاگل جانور حتیٰ کہ ہر وہابی کے اندر پایا جاتا ہے، کہو کہ نہیں ہرگز نہیں، کسی عاقل کو اس کا گمان بھی نہیں ہو سکتا۔

(۷) اب بولو کہ جب شق اول قطعاً منشی و مخصوص بہ حضرت عزت جل جلالہ تھی، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مناط مدح علوم غیب وافرہ کثیرہ عظیمہ، تمام جہان سے فزوں تر، حد شمار و احصا سے باہر، قطعاً موجود کہ بسط البنان بے چاری کو بھی مسلمانوں کا جی رکھنے کے لیے اس کا ظاہری اظہار و اقرار مقصود، تو اسے چھوڑ کہ شق دوم ذلیل مبتذل پر ڈھالنا کہ یقیناً ہرگز نہ اس کا احتمال، نہ کسی عاقل کے لائق و ہم و خیال۔ صراحۃً محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح عظیم کو بگاڑنا اور اس وصف کریم پر اپنی بری توہین کی تھیلی پھاڑنا ہے یا نہیں؟۔ کہو ہے اور ضرور ہے، سوال ۳۴ میں فلاں و فلاں کے سوراخوں

والا بیان نہ بھول جانا۔

(۸) اب کہو یہ تو ہیں کہ کلام زید میں معاذ اللہ اس کی بودر کنار، زنہار زنہار اصلاً ہرگز اس کا احتمال ہی نہ تھا، خفص الایمان والا خود ہی اس کا بادی ہوا، وصف عظیم کو ایسی ذلیل بات پر ڈھال کر آپ ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے کا فساد ہی ہوا، یا شارحان مواقف وطوالح کی طرح اس تو ہیں کا کہ کلام مخالفین میں تھی مظہر و مناوی ہوا؟۔ کہو کہ نہیں نہیں، بلکہ یہ دشنامی خود ہی بادی فساد ہی ارتدادی ہوا۔

(۹) آگے چلو خفص الایمان کی بے ہنگم تقریر کی مدح بشیر و نذیر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رد میں تھی، خود مناظ مدح کا انکار کرے گی یا کچھ اور۔ (دیکھو سوال ۴۷) کہو کہ ہاں اس نے مناظ ہی کا انکار کیا اور ضرور تنقیص شان حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرتکب ہوا۔

(۱۰) اب بولو کہ خفص الایمان والے نے اس مدح کا حکم ذات مقدسہ پر صحیح نہ مان کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت کو باطل کر دیا یا نہیں؟۔ کہو ہاں ضرور باطل کیا، اور واحد قہار کا غضب اپنے سر لیا۔

تھانوی صاحب! اب سمجھے کہ وہ معظم کریم، رکن اعظم سلطنت الہی، مملکت ربانی کے دولہا، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، اور وہ وصف عظیم علم غیب جس کی طرف اعلیٰ رب العزت عز جلالہ سے خاص، اور طرف ادنیٰ خفص الایمان کے دھرم پر ہر پاگل چوپائے کو حاصل، اور اوساط میں بسط البنان کے اقرار مجبوری سے سب سے ارفع و اعلیٰ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصف کامل، اور زید مسلمان وہ خادم سلطنت کہ اپنے آقائے کریم کی مدح کر رہا ہے، اور وہ بے ادب بد لگام، منہ پھٹ نمک حرام، وہ رسلیا کا نافر جام کہ اس پر منہ آتا، اور اس مدح عظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو باطل کرتا، اور اس کا حکم حضور پر غیر صحیح بتاتا، اور حضور کی صفت کو پاگل جانور کے حال سے ملاتا، اور حضور اور ان ذلیلوں میں وجہ فرق پوچھتا، اور حضور کی مدح جلیل کو ایسی ذلیل بات پر ڈھالتا، اور اس صفت کریم اور خود موصوف عظیم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کی شدید اشد توہین کرتا ہے۔

﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ﴾ (۱)

جناب تھانوی صاحب! سمجھے خاک، خاک سمجھے، خدا کو مان کر ایک دفعہ تو سر ہلا دو، اگرچہ بڑا خفش ہی کی طرح، مگر توبہ، تم اور حق کا اقرار، وہ تو ہمارا رب عز وجل فرما چکا:

﴿إِيزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

حَكِيمٌ﴾ (۱)

اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما چکے:

((يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ ثُمَّ لَا يَعُودُونَ)) (۲)

ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم.

سوال پنجاہ و پنجم:

تھانوی صاحب اب تو آپ کو ”لا یختص“ کا فرق بھی سوچھ گیا کہ لفظ و مفہوم وہی ہیں، فقط کفر و اسلام کا فرق ہے، عبارت علما میں ”لا یختص“ مقال کفار کا اظہار، اور پلید و بلید رسلیا والے کی عبارتوں میں خود ان کی بکواس کفر پار، علما مسلمان ہیں اور یہ دونوں کفار، ادھر سوال ۲۸ / فلاسفہ اور ۴۹ واں رسلیا والے پر ٹھیک اتر گیا۔ اب پچاسواں آپ خود اتار لیجیے، اور اپنے ایسے عظیم رد کو اپنی سند بنانے پر ولید پلید اور رسلیا والے بلید دونوں کی چاند پوری مار لیجیے، اور اس سے بھی کڑا چاہیے تو وہ پہلا عظیم حل دیکھیے جس نے ایک ہی سوال ۲۸ / فلاسفہ اور رسلیا والے دونوں پر اتار کر دکھا دیا، جس نے دونوں کا ایک رنگ کے کافر ہونا بتایا، یا جس نے آفتاب سے زیادہ روشن ثابت کر دیا کہ شروع مواقف و طوابع کی عبارتیں جس طرح فلاسفہ کی رد ہیں، بعینہ ایسے ہی خفض الایمان والے کے رد اشد ہیں، بلکہ ثابت کر دیا کہ وہ عبارتیں خفض الایمان والے پر کفار فلاسفہ سے بھی بڑھ کر غضب و قہر اللہ الاحد ہیں، جس نے بتا دیا کہ رسلیا والے کی چاند پوری کھجائی، کہ اسے ان عبارات علما سے استناد کی سوچھائی، مسلمانوں نے دیکھ لیا کہ اس کا یہ استناد اسی شامت کی ماری بکری کی مثال ہوا: جسے اس کا مالک جنگل میں ذبح کرنا چاہتا تھا اور چھری نہ تھی، بکری نے حسب عادت کھر سے زمین کھر چنی شروع کی، حسن اتفاق کہ کہیں دبا ہوا پٹھان کا چھرا نکل آیا، مالک نے بکری کو گھٹنے تلے دبایا، اور وہی چھرا اس کے گلے پر پھیر دیا، اب پڑی خرخر کر رہی ہے، خون کے فوارے چھلک رہے ہیں، تھوڑی دیر پاؤں پھٹ پھٹا کر دم توڑ گئی، اور عرب کے لیے ”کالباحت عن حتفه بظلفه“ مثل چھوڑ گئی۔

(۱) [سورة التوبة: ۱۱۰]

(۲) [صحيح البخاري، كتاب الصلاة، المجلد الأول]

(۳) [نهاية الأدب في فنون الأدب: ذكر خلافة القاهرة بالله، ۱۰۶/۲۳]

افسوس کہ ایمان سے کفر کر گئی بکری
 آنکھیں تو نہ تھیں پہلے ہی اب مر گئی بکری
 واقف نہ تھی اس شرح مواقف کے چہرے سے
 گلے کے گلے جس کے تلے دھر گئی بکری

چوپائی نے اس غیب کا علم آہ نہ پایا
 خود کھود کے اپنا ہی گلا چر گئی بکری
 طالع میں مگر شرح طوابع کا اسد تھا
 یوں جس کے سبب زیر غضنفر گئی بکری
 تھی یاد کس اشرف کی غضب ہار گلے کا
 مرتے ہوئے کرتی ہوئی خرخر گئی بکری

یہ تو رسلیا کی دسویں کیا دی کی گت ہوئی، خدا کو ایک جان کر کہنا: کبھی خواب میں بھی شروع
 مواقف و طوابع کے یہ جلیل مطلب سو جھے تھے۔ آپ تو آپ، دھرم سے کہنا اپنے کسی بڑے کسی استاد سے
 بھی کسی مطلب کا ایسا عظیم و بسیط قاہر و باہر بیان سنا تھا، افسوس کہ کسی پاگل، کسی چوپائے نے اتنا علم غیب نہ
 پڑھا کہ ان عبارتوں کا نام لینا گلے پر الٹی چھری ہو جائے گا، جن کا سہارا پکڑتے ہیں، ان میں تیز خنجر بھرے
 ہیں، ڈوبتے کے بھاگ کمل کا باگ ہو جائے گا، ادھر وہ نوکمر، جعل، فریب، یوں تیرہ تین بارہ باٹ ہو
 ئے۔ سا لہا سال آپ کی خاموشی، آپ کی بے ہوشی، پر پردہ ڈالے ہوئے تھی، بھرم بنا تھا، آپ کے اذناں
 چیخ پکار مچاتے تھے، کہ ہرگز ہرگز خفص الایمان کا یہ مطلب نہیں جو ”حسام الحرمین“ اور ”المعتمد المستند“
 نے لکھا، اور علمائے کرام حرمین محترمین نے سمجھا، بے چارے جاہلوں کو احتمال ہوتا تھا کہ ہاں شاید کوئی ایسا
 ہی مطلب جناب کے شکم میں حلول کیے ہو جو مکہ و مدینہ تک اکابر علما نہ سمجھے، اور جو شاید خفص الایمان کا گلا
 کفر سے بچالے۔ اب کہ آپ کے حواریوں نے ابھارا، بھار کر، کوئچیں مار مار کر دس برس بعد آپ کا دہن
 شریف کھلو، اہی چھوڑا، اور خود جناب نے اپنے شکمی مطالب و عذرات کا بھانڈا پھوڑا، کھل گیا کہ وہ حق نری
 شیخی اور تین کا نے تھے، بس یہی مطلب نامراد تھا، جو یقینی کفر و ارتداد تھا، جو عذر گرٹھا، اس کا وبال آپ ہی
 کے سر پر پڑا، جو تاویل جھاڑی، اس نے آپ کی بگڑی اور بگاڑی۔

کھل گیا سب پہ تراہید غضب تو نے کیا
 کیوں تیرے منہ کا کھلا چھید غضب تو نے کیا

خیر یہ تو مناظرانہ وار تھے، اب خیر خواہانہ معروض

آپ شروع بسط البنان میں فرماتے ہیں:

”میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا“

الحمد للہ کہ مضمون کو آپ خبیث مان چکے، اور یہ ہم نے آپ کو دکھا دیا کہ وہ آپ ہی نے لکھا اور اپنی خفص الایمان میں لکھا۔

آپ فرماتے ہیں:

”لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گزرا“

اور ہم نے آپ کو دکھا دیا کہ یہ خبیث مضمون آپ ہی کے دل و زبان و قلم کا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

”میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا، چنانچہ اخیر میں عرض کروں گا“

اور ہم نے آپ کو دکھا دیا کہ نرا لزوم نہیں خفص الایمان میں یقیناً اسی کا التزام ہے۔ رہی آپ کی

اخیر کی، چنانچہ اس نے آپ کے کفر پر اور جسٹری کردی، ایک بھی بنائے نہ بنی۔

مریض کفر پر لعنت خدا کی

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

﴿فَیْ قُلُوْۤبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا﴾ (۱)

آپ فرماتے ہیں:

”جب میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں۔“

جی! اور مضمون والے کو کیسا؟

آپ فرماتے ہیں:

”اور میرے دل میں کبھی اس کا خطرہ نہیں گزرا“

کہ یوں الٹی آفتیں گلے پڑیں گی جیسا کہ اوپر معروض ہوا، اور بیانات قاہرہ سے ہم نے ثابت کر دیا۔

آپ فرماتے ہیں:

”تو میری مراد کیسے ہو سکتا ہے“

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے والا ہمیشہ نامراد ہے، نامرادوں کو مراد کہاں، اور رہی سہی جو زبانی ہلڑکی تھی مراد آباد کی ہر میت اس پر بالکل پانی پھیر گئی۔

خیر یہاں تک تو نرے مکر کے ساتھ دن کے سورج سے مکرنا تھا، آگے حسام الحرمین کا کڑاواران کہی کھلواتا اور خود آپ کا کفر آپ کے منہ قبولواتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

”جو شخص ایسا اعتقاد رکھے۔ یا بلا اعتقاد صراحتاً یا اشارۃً یہ بات کہے، میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی۔“

خدا کے لیے ”حسام الحرمین“ نے اور کیا زہر گھول دیا تھا جس پر آپ کے طائفہ نے وہ زمین سر پر اٹھائی تھی کہ ہائے کافر کہہ دیا، کافر کہہ دیا۔ جناب آپ تو خود خفص الایمان والے کو کافر کہہ رہے ہیں، کیا خارج از اسلام اور کافر میں آپ کچھ فرق سمجھتے ہیں۔ بلکہ للہ انصاف! حسام الحرمین نے تو اتنا فرمایا بھی نہ تھا کہ جو اعتقاد بھی نہ رکھے اور اس کے کلام میں اس کی صراحت بھی نہ ہو صرف اشارہ ہی نکلے وہ بھی کافر ہے، یہ آپ نے خود اپنے لیے اضافہ کیا، یعنی مسلمانی پر آئے تو پوری ہی گائے کھائیں۔ الحمد للہ حسام الحرمین کا سحر حلال آپ کے سر چڑھ کر بولا، خود آپ نے اپنی ڈبل تکفیر پر منہ کھولا، رہا یہ کہ ہمارا یہ مطلب نہ تھا، اسے ہر عاقل پہلے ہی جانتا تھا، آپ اردو بولے تھے نہ کہ گوروں کی انگریزی کہ اوروں کی سمجھ میں نہ آتی تھی۔

اب بفضلہ تعالیٰ ”وقعات السنان“ نے آپ ہی کی سندوں سے آپ کا وہی مطلب ثابت کر دیا جسے آپ خود مان رہے ہیں کہ بے شک کفر ہے، بے شک تو ہین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے، پھر قبول کفر میں کیوں دیر ہے، اشاعت توبہ و ایمان میں کیا ہیر پھیر ہے، ورنہ آپ کے اذناں کہ آپ کے دم سے بندھے ہیں ان کے کفر کا وبال بھی آپ ہی کے سر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((فان عليك اثم الأريسين)) (۱)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَلَا سَاءَ مَا يَزُرُونَ﴾ (۲)

(۱) [عمدة القاري شرح صحيح البخاري: باب تقضي الحائض المناسك، ۳/۲۷۴]

(۲) [سورة النحل: ۲۵]

والعیاذ باللہ رب العلمین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔
الحمد للہ بسط البنان کے تمام عذرات بارودہ کو گھر پہنچا دیا، ایک حرف باقی نہ رہا، اب چلتے وقت کی اس کی پچھلی کچھ شکایتیں باقی ہیں، وہ قابل توجہ بھی نہ تھیں، مگر ان میں تازے کفر کیے ہیں، ان کی خاطر چند سوال اور سہی کہ باذنہ تعالیٰ ساٹھ کا عدد کامل ہو جائے، وباللہ التوفیق۔

سوال پنجاہ و ششم:

(۱) رسلیا بولتی ہے: ”میں نے سنا ہے“

جی آپ کو دیکھنا کہاں نصیب۔ اُف رے تیرا بھولا بننا، سا لہا سال سے ”المعتمد المستند“ کا نعرہ، ”حسام الحرمین“ کی جھنکار شرق سے غرب تک، عجم سے عرب تک گونج رہی ہے، اور خود رسلیا اور رسلیا کے اکابر کی گردن تیغ تکفیر سے اڑ رہی ہے، مگر رسلیا کا وہ گہرا پردہ کہ اس نے آج تک کچھ نہ دیکھا، سو میں سے ایک ضرب کی اڑتی ہوئی بھنک کہیں کان میں پہنچ گئی، اس کا جواب دینے اٹھی۔

تھانوی صاحب! کیا آپ حلف سے کہہ سکتے ہیں کہ رسلیا والے نے المعتمد المستند، تمہید ایمان، حسام الحرمین، تینوں میں سے کوئی نہ دیکھی، یہ کہیے کہ سب دیکھیں اور سخت سے سخت پا کر آنکھیں میچ لیں۔

سوردا سوں کا گلہ کیا ان کو دن بھی رات ہے

دیکھ کر بنتے ہیں گنگوہی یہ کیسی بات ہے

(۲) فرض کردم کہ رسلیا کی دونوں بند ہیں، مگر حلف سے کہیے کہ تمام قاہر اعتراضوں میں ایک یہی اس کے کان تک پہنچا کہ جواب کے لیے خاص اسی پر منہ مارا۔ ہاں یہ کہیے کہ سنے سب مگر اپنے زعم باطل میں اسی پر کچھ ریز کی سکت پائی۔

(۳) جی ہاں کیا سنا ہے:

”یہ کہ میری دلیل کے مقدمات پر نقض کیا گیا ہے۔“

تھانوی صاحب! وہ دیکھیے: دروغ گور حافظہ نباشد، وہ تقریر ذلیل جسے رسلیا کے ص ۴ پر صاف صاف دلیل مانا تھا کہ ”وہ عبارت دوسری دلیل کی ہے“، خصم کا وار بے پناہ دیکھ کر ص ۵ پر اسے منع و طلب دلیل گڑھ لیا کہ ”دلیل لانا ضرور ہے“، یعنی یہ ثابت کرنا چاہیے، جب من ہی من میں ٹھہرائی کہ اس قہر کا وقت گزر گیا، تیس ہی سطر بعد ص ۷ پر وہی اگلی ہانک پھر نکل گئی کہ ”میری دلیل“، تھانوی صاحب! رسلیا کی بوکھلاہٹ دیکھتے جائیے۔

(۴) جی ہاں کیا نقض کیا گیا ہے یہ کہ ”اس بنا پر چاہیے کہ آپ“، یعنی حضور اقدس سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کو ”عالم بھی نہ کہیں، مگر مجھ کو حیرت ہے کہ اتنا صریح فرق معترض کے خیال میں نہ آیا، یہ نقص اس وقت ہوتا کہ آپ کو عالم مطلق بعض علوم کی بنا پر کہا جاتا، آپ کو تو عالم خاص علوم عظیمہ مختصہ کی بنا پر کہا جاتا ہے۔“

تھانوی صاحب! اس بد ذات رسلیا کی چوری اور سرزوری دیکھی۔ آپ تو مدح محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رد کے لیے حضور کے علوم عظیمہ جلیلہ مختصہ بے حد شمار کواڑا کر مناط مدح صرف اتنی ذلیل بات پر ڈھالا کہ...

”کسی نہ کسی بات کا علم جو دوسرے سے مخفی ہے،“ (خفص الایمان ص ۸)

”گو وہ ایک ہی چیز ہو گوا دنی ہی درجہ کی ہو،“ (سط البنان ص ۴)

اور اس پر جو اس کے خصم نے نقض کیا تو الٹا اسی پر تھوپتی ہے کہ

”اتنا صریح فرق خیال میں نہ آیا“

کیا آپ اس سے نہ فرمائیں گے کہ مسخری! خیال میں تو تیرے نہ آیا، تیرے خصم نے تجھے سکھایا، وہ دیکھ حسام الحرمین ص ۲۳ پر

”اس کا قول کہ خیال کرو، اس نے یعنی رسلیا والے نے کیوں کر ایک دو حرف جاننے اور ان علموں میں جن کے لیے حد نہ شمار کچھ فرق نہ جانا، تو اس کے نزدیک فضیلت اس میں منحصر ہو گئی کہ پورا احاطہ ہو، اور فضیلت کا سلب واجب ہوا ہر اس کمال سے جس میں کچھ بھی باقی رہ جائے تو غیب و شہادت کی کچھ تخصیص نہ رہی، مطلق علم کی فضیلت کا سلب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے واجب ہوا“ بے ایمان مکارہ، یہ نقض تھا کہ فرق بتا کر تیرے فرق نہ کرنے ہی پر اوتارا، اب الٹا تو اس فرق نہ کرنے کو اپنے خصم ہی پر تھوپتی ہے۔ ہندی مثل تو یہاں اور تھی مگر یہی سہی کہ ”الٹا چور کو تو ال کو ڈانٹے۔“

(۵) رسلیا کہتی ہے: ”اور اس میں یہ مقدمات جاری نہیں“

مت کٹی! کیوں نہیں جاری؟۔ تو نے علم کی دو ہی قسمیں تو کیں، اور یہ یقیناً قسم اول محیط کل نہیں، تو قطعاً اسی قسم دوم علم بعض میں داخل، جسے تو کہتی ہے کہ...

”بعض مراد تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ایسا علم غیب تو ہر مجنون بلکہ جمیع بہائم کے لیے بھی

حاصل“ دیکھ سوال ۱۷، ۱۹، ۳۲ وغیرہ۔

(۶) ساڑھے چار صفحہ کی رسلیا ہے ضرور بڑی پانچ آبی، سمجھی کہ یہ وہی مصیبت ہے جو رسلیا والے

پر اس فرق کے بھلانے سے پڑی، خصم پھر منہ میں پتھر دے دے گا کہ علوم غیب سے محمد رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح سن کر حضور کے علوم عظیمہ جلیلہ مختصہ بے شمار کیوں بھلا کروہ کھلا ملعون کفر یک بیٹھی، تو اس زخم نامندمل کے بھرنے کو پھر اپنی آٹھویں عیاری یاد کرتی ہے کہ
 ”اس جواب کا بطلان او پر شق مذکور میں اشارۃً گزر چکا ہے“

جی: اور اس پر سوال ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰،
 وغیرہا میں جو بے بھاؤ کی بے گنتی بے شمار پڑیں وہ بھی یاد ہیں یا نہیں؟۔ اف ری رسلیا تیرا بھولا پن خون
 پوچھتی جا اور کہہ خدا جھوٹ کرے۔

سوال پنجاہ و ہفتم:

رسلیا آگے کہتی ہے:

”دوسرے اس جواب سے بھی قطع نظر کی جائے تب بھی غایت مافی الباب ایک علمی سوال ہوگا،
 جس کا اہل علم سے تعجب نہیں“

تھانوی صاحب! آپ اس کافرہ فاجرہ کی کفر شنیع پر جرأت بے باکی ڈھٹائی ملاحظہ کریں،
 محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی شدید ناپاک گالی دینے کو کیسا ہلکا ٹھہراتی ہے کہ
 ”ایک علمی سوال ہے جس کا اہل علم سے کچھ تعجب نہیں“

اے سبحان اللہ! وہ فرق جو خدا کا دھراسر پر سو جھانے سے سو جھاتا، کہ کہاں پاگلوں چوپاؤں کا
 ایک آدھ ذلیل بات جان لینا، اور کہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم عظیمہ جلیلہ مختصہ
 بے حد و بے شمار۔ اب اس سے خود قطع نظر کر گئی، تو علم اقدس اور ہر پاگل ہر چوپائے کے علم میں اب
 سوا مساوات کے کیا رہا، وہ بکنا کہ...

”اس میں حضور کی کیا تخصیص ایسا علم غیب تو ہر مجنون بلکہ جمیع بہائم کے لیے ہے۔“

اب اسی کے منہ صاف صاف وہی بات ہو گئی یا نہیں جو در بھنگی صاحب نے آپ سے پوچھی کہ...
 ”آپ نے حفظ الایمان میں اس کی تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا علم جیسا جناب رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا ہر بچے پاگل بلکہ ہر جانور ہر چوپائے کو ہے۔“

(۲) اب آپ کی وہ جھوٹی توبہ، تلا کہ...

”میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا، میرے قلب میں بھی اس کا خطرہ نہ گزرا،
 میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم میں نہیں آتا“
 صریح جھوٹ ہو گئی یا نہیں؟۔

(۳) اب آپ کا وہ مجبوری کا حکم کہ...

”جو ایسا اعتقاد کرے یا بلا اعتقاد اشارۃً کہے اس کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں، وہ تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی“۔

آپ ہی کے صاف اقرار سے آپ پر پورا اتر گیا یا نہیں؟۔

تھانوی صاحب! قسمت کا کفر کہاں جائے، بے گناہ زید و عمرو کا خون سرچڑھ کر بولتا ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینا کہ کروڑوں بے گناہوں کے قتل سے کروڑوں درجہ بدتر ہے، کیوں کر آپ کے سرچڑھ کر نہ بولتا۔

کہیے اب تو آپ کے ہر عذر معمولی کی گلی بند ہوئی، اس کفر کا اقرار ص ۷ پر کر لیا۔ قائل کے کافر ہونے کا اقرار ص ۳ پر دے چکے۔ اب کیا خود اقراری کا فر مرتد ہونے کے لیے اس کے منتظر ہو کہ کسی دن یہ لکھ دو کہ...

”اشرف علی ولد فلاں پسر فلاں تھا نہ بھون کا رہنے والا کافر مرتد ہے“

یوں تو آج تک ابلیس نے بھی نہیں قبول کیا ہے۔

تھانوی صاحب! حسام الحرمین کی بحمد اللہ تعالیٰ زندہ کرامت دیکھی، کیسا آپ کا گلا دبا کر، آپ کی ہر گلی بند کر کے، مجبورانہ آپ کے منہ سے قبولو ادیا کہ...

”بے شک بے شک اشرف علی تھا نوئی کافر“

تھانوی صاحب! کیا اب بھی ایمان نہ لاؤ گے؟۔ کہاں ہیں تھانوی صاحب کے حمایتی کہ انہیں کفر سے بچانے کو اپنا پیٹ پھاڑے مرے جاتے تھے، اب اپنا سر پھوڑ کر مریں، کہ تھانوی صاحب بلاتا ویل بے پھیر پھار اپنے آپ کو کافر مان چکے ہیں، اب مدعی سست گواہ چست کی نہیں بدی، تم سب بھی تھانوی صاحب کے کفر کا کلمہ پڑھو، اور صاحب حسام الحرمین کے دست حق پرست پر بیعت کر کے ایمان لاؤ، الہی توفیق دے۔

(۴) تھانوی صاحب! وہ اقراری کفر تو الگ رہا، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایسی شدید گالی کو جسے خود لکھ رہے ہو کہ...

”تنقیص ہے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی“

ایسا ہلکا سمجھنا کہ ایک علمی سوال ہے جس کا اہل علم سے کچھ تعجب نہیں، خود کیا دوسرا ڈبل کفر نہیں؟۔

تھانوی صاحب! بینوا تو جروا

(۵) آگے رسلیا کف افسوس ملتی ہے کہ...

”اہل علم کی یہ سنت مستمرہ ہے کہ علمی گفتگو کی جائے، افسوس تو جاہلانہ وسوقیانہ سب و شتم اور رمی بالکفر اور کھینچ تان کر بہتان باندھنے کا ہے۔“

تھانوی صاحب تیسرا کفر مبارک، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یوں ٹھنڈے دل سے گالیاں دو جن کو خود بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین اور ان کے قاتل کو اسلام سے خارج قبول کرو۔ وہ تو عالمانہ مہذب گفتگو ہوئی، اور گالی دینے والے شقی کافر کو مسلمان برا کہیں تو یہ جاہلانہ بازاری گفتگو ہے۔

(۶) تھانوی صاحب! جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے والے پر حکم کفر باطل ماننا، اور اسے رمی بالکفر و بہتان سے تعبیر کرنا (یعنی مسلمانوں نے اس گالی دینے والے پر ناحق جھوٹ کفر پھینک مارا، وہ تو ہٹا کٹا مسلمان ہے) کیا یہ آپ کا چوتھا کفر نہیں۔

(۷) جانے دو، جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی، جس کا توہین شان اقدس ہونا تمہیں خود مسلم، وہ تمہارے دھرم میں مسلمان ہے یا کافر؟ اگر مسلمان ہے تو تم اسے خارج از اسلام کہہ کر مسلمان رہے یا کافر ہوئے؟ اور اگر کافر ہے تو تم اس کی تکفیر کو ناحق بہتان و رمی بالکفر کہہ کر مسلمان رہے یا کافر ہوئے؟

(۸) یہیں آپ نے اسے ”جاہلانہ و معاندانہ“ جدال کہا ہے، کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے پر جو مسلمان تکفیر کرے وہ جاہل ہٹ دھرم ہے؟ یہ آپ کا پانچواں کفر ہے۔
(۹) یہیں ”اس کا انتظام خدا کے سپرد“ کر کے یہ ٹھہرایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو گالی دینے والے سے راضی ہے، اور جو گالی دینے والے ملعون کو برا کہے اس پر غضب کرتا، اسے عذاب دیتا ہے۔ یہ آپ کا چھٹا کفر ہے۔

(۱۰) یہیں آپ نے دشنامی خبیث کی تکفیر کو لغویات کہا ہے، یہ آپ کا ساتواں کفر ہے۔

(۱۱) یہیں آپ ایک مصرع می سراب دے

با خدا داریم کار و با خلاق کار نیست

مسلمان تو یہاں اور معنی لیتے ہیں جسے میں ثابت کر دوں گا کہ وہابیہ کو منظور نہیں، آپ کے یہاں واقعی عموم اپنے ظاہر پر ہے، اور خلاق میں انبیاء و سید الانبیاء علیہم افضل الصلاۃ و الثناء بھی داخل، واقعی حضور سے آپ کو کام ہوتا تو یہ پاگلوں چوپایوں والی سڑی گالی یونہی دیتے، مگر یہ تو فرمائیے کہ خدا سے آپ کو کیا

کام ہے، گنگوہی صاحب نے اسے کاذب کہا، آپ انہیں امام جانیں، یہ آپ کا اٹھواں کفر ہے۔
 (۱۲) گنگوہی صاحب نے ابلیس کو اللہ کا شریک مانا، آپ انہیں پیشوا مانیں، یہ آپ کا نوواں کفر ہے۔
 (۱۳) اسماعیل دہلوی صاحب نے مکان و زمان و جہت سے اس کی تزیہ کے اعتقاد کو گمراہی و بدعت بتایا اور دہلوی صاحب کے اس قول پر گنگوہی صاحب نے جب تک یہ نہ جانا تھا کہ یہ امام الطائفہ کا قول ہے صاف حکم ”یہ کفر ہے“ لگایا، اور اسی تکفیر اسماعیل پر آپ نے بھی ”الجواب صحیح“ جمایا۔ جب معلوم ہوا کہ ہائے یہ تو ایداء الحق من الطائفہ کا قول ہے، اسی اپنے اقراری کافر کے ساتھ ہو لیے اور خدا کو چھوڑ دیا، یہ آپ کا دسواں کفر ہے۔

ان تین میں اگلے دو کا بیان حسام الحرمین شریفین میں آپ دیکھ چکے، اور تیسرے کے بیان میں تو مستقل رسالہ ”دیوبندی مولویوں کا ایمان“ طبع ہوئے تیسرا سال ہے، اور آج تک لا جواب ہے، اور بعونہ تعالیٰ ہمیشہ لا جواب رہے گا، یہ آپ کو خدا سے کام ہے۔ ”تقوٰ باداے چرخ گرداں تقوٰ“ نصیحت:
 تھانوی صاحب! آپ نے دیکھا کفر کی مدد کرنے والا اور بڑھ کر کفر در کفر میں پڑتا ہے۔
 تھانوی صاحب ابھی آپ کی سانس کا ڈورا چل رہا ہے، اپنے کلام کو کفر مان چکے، اپنے آپ کو کافر مان چکے، اب ایمان لانے، مسلمان ہونے، اپنے جدید اسلام کا اعلان کرنے، پھر زوجہ شریفہ راضی ہوں تو ان سے جدید نکاح کرنے، میں کیا عذر ہے۔ ہم تمہارے بھلے کی کہتے ہیں:

﴿وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ﴾ (۱)

لطیفہ: ہم کہیں گے انصاف کی، تھانوی صاحب نے تو یہ رسلیا اپنی تکفیر میں لکھی ہے۔ ص ۷ پر بلا تاویل اپنا کفر مان لیا۔ ص ۳ پر بلاشبہ اپنے آپ کو خارج از اسلام کہہ لیا۔ پھر کیا یہیں اس اقراری ڈبل کفر کو اسلام بنا کر کفر پر اتنے کفر اور اوڑھیں گے۔ تھانوی صاحب کو کیا پاگل سمجھ لیا ہے۔ نہیں نہیں بلکہ ان کی سطروں کا مدعا ہی اور ہے۔ وہ تو ان کا کلام ایسا ہی دقیق ہوتا ہے۔ خفص الایمان کی چند سطری واضح بات کا مطلب تمام حرمین شریفین کے علمائے کرام نہ سمجھے۔ بسط البنان کی ان بستہ پہیلیوں کا مطلب سمجھ لینا کیا آسان ہے۔ ہاں ہم سے شرح سنیں، اپنے ڈبل کفر پر رجسٹری کر کے فرماتے ہیں:

”اہل علم کی یہ سنت مستمرہ ہے کہ علمی گفتگو کی جائے“

یعنی: جس خبیث نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی ہو اس کی تکفیر کی جائے،

جیسے حسام الحرمین و علمائے حرین نے کی۔

گالی دینے والا جب جواب سے عاجز آئے، اور اپنا کفر سمجھ لے، اقرار کر دے، جیسا مجھ تھانوی نے ٹھنڈے جی تسلیم کر لیا۔

اس کا کیا افسوس ہوتا، یہ تو خوشی کی بات ہے کہ حق قبول کیا، اور اس کا بھی چنداں افسوس نہیں کہ دس برس کامل ضربات کھاتا اور چپکار ہا کہ یہ سال سمجھنے میں گزرے،
ع نگو گواگردیرگوئی چہ غم

”ہاں افسوس تو اس جاہلانہ اور سوقيانہ سب و شتم کا ہے“ جو ناشدنی خفض الایمان میں اللہ واحد قہار کے حبیب مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں مجھ تھانوی بد نصیب کے قلم سے نکلی۔

افسوس تو تلفظ اور رمی بالکفر کا ہے، کہ کیوں اس ناپاک زبان سے ایسا ملعون کفری بول پھینک مارا، رمی و لفظ مترادف ہیں۔

اور پھر بڑا افسوس اپنی ہٹ دھرمی، اور کہہ مکرنی، اور ناحق کھینچ تان کہ خود اپنے اوپر بہتان باندھنے، چٹے جوڑنے، جیتی کھیاں نکلنے، کا ہے، کہ صراحۃً تو خفض الایمان میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ یقینی قطعی سڑی گالی دی، اور اپنے یار سے ملی بھگت کا سوال کرا کے وہ بہتان اپنے ہی اوپر باندھے کہ...

”میں نے یہ خبیث مضمون نہ لکھا، میرے قلب میں اس کا خطرہ نہ گزرا، میری کسی عبارت سے لازم بھی نہیں آتا“ میں تھانوی رہ رہ کر اپنے ملعون کو تکون پر پچھتا تا ہوں کہ آپ ڈوبا ہی تھا اپنے اذنا ب کو بھی گہرے میں ڈبویا، دونوں جہاں سے کھویا، خیر صبح کا بھولا شام کو آیا۔

اور اب خود اپنے کفر کا اقرار کر کے اپنے اذنا ب کو ہدایت کرتا ہوں کہ خفض الایمان کی اب ہر گز حمایت نہ کریں، وہ کفر ہے اس کی حمایت سے تم بھی کافر ہوئے، لہذا چلتے وقت یہ چند کلمات بطور وصیت نامہ لکھ دیے کہ شاید تمہارا کفر دفع ہو، مقصود اس مقام پر اسی کا دفع کرنا ہے جو بھلا اللہ میرے اقراروں سے بوجہ احسن حاصل ہو گیا۔ اور اس پر بھی اگر مجھ تھانوی کے اذنا ب کو خفض الایمان جیسے کفر نامہ کی حمایت سے زبان اور قلم کو روکنا پسند نہ ہوگا، میں تھانوی صاحب کہ کفر سے نکلنے پر آیا ہوں، پھر خفض الایمانی کفر میں اذنا ب کا مجھے ساننا بند نہ ہوگا، تو اس کا انتقام خدا کے سپرد، وہی مجھ تھانوی کے اذنا ب کی دم کاٹے، جو مجھ نکلے ہوئے کو پھر گھسیٹے دیتے ہیں، میں تھانوی بہت دنوں سے ان اقراروں کا قصد رکھتا تھا، مگر میرے اذنا ب بد زبان بد لگام نہایت ناپاک الفاظ سے حسام الحرمین شریف و علمائے کرام کو یاد کرتے تھے، جن

ملعون کلمات کو دیکھتے ہوئے مجھ تھانوی کا کلیجہ دہلتا تھا، کہ ایک تو اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی، اوپر سے چوری اور سرزوری، جو پاکیزہ کلام اور ان کا غلام ان کی شان اقدس کی حمایت کرے اس پر یوں گالیاں برسیں، اس لیے اب تک میں نے ایسی لغویات، اذناہ مخذولین کے جواب کی طرف التفات نہ کیا، کیوں کہ مجھ تھانوی کے اذناہ پکے ہٹ دھرم بے ایمان ہیں، مجھے یہ امر تجربہ سے معلوم ہے، میرا ان کارات دن کا ساتھ ہے، اس پر کوئی معتد بہ نفع مرتب نہ ہونے کی وجہ سے ان کو ہدایت نہ کی، کہ اس کو محض اضاعت وقت سمجھتا ہوں۔ اب جو آپ در بھنگی صاحب مجھ تھانوی کے یار غار، میری بے کسی میں میری ڈھال نامدگار، بے میری توکیل کے میرے وکیل، بے اختیار نے اپنی اس ناپاک فحش بے باک روش سے عدول کر کے بھلے مانسوں کے طریقہ کے موافق حسام الحرمین شریف اور میرے سچے ہادی حقیقی مرشد اعلیٰ حضرت مجدد المائۃ الحاضرہ کا نام پاک ادب سے لے کر مجھ سے پوچھا، میں نے اپنے معلومات ظاہر کر دیے، کہ واقعی خفض الایمان میں یقینی قطعی کفر ہے، اور اس کا مصنف بے شک خارج از اسلام ہے، بلکہ جو خفض الایمان میں صراحۃً اعتقاداً ہے اگر کوئی بلا اعتقاد و بلا تصریح اشارۃً بھی ایسا کہے وہ بھی کافر ہے۔ رہا یہ کہ مجھ تھانوی سے کہیے کہ پھر تم مسلمان کیوں نہیں ہوتے، اس کا جواب کافر شیخ کی طرف سے مومن خان دے گئے ہیں کہ..

عمر ساری تو کٹی عشق بتاں میں مومن
آخری وقت میں کیا خاک مسلمان ہوں گے

غرض یہ کہ... ع من نکردم شامذربکنید

تھانوی صاحب! دھرم سے کہنا آپ کی ان سطور کی یہ کیا پاکیزہ شرح ہے جس سے بہت سے کفر آپ پر سے اٹھ گئے، بہت سے تناقض مٹ گئے، آپ کی اگلی پچھلی مطابق ہو گئی، اس نفیس تاویل کا احسان تو نہ مانے گا۔

تمہارے سر پہ جو تاویل کا یہ ٹوپ رکھا ہے
نہ پھیکو اس کو چھیں کہہ کے اگر مانو اچھا ہے

سوال پنجاہ و ہشتم:

تھانوی صاحب! رسلایا کی کلابازیاں ملاحظہ ہوں، خصم کے کڑے وار کی گھبراہٹ میں سب کچھ تو ان کہی بول گئی، اپنی کھلی تکفیر پر منہ کھول گئی، اب پیٹ میں چوہے دوڑے کہ ہے ہے لوگ کہیں گے: ہاری جھک ماری اپنے اگلے دھرم کی گردن اتاری، لہذا یہ پیش بندی کرتی ہے: اس سے یہ شبہ بھی نہیں ہو سکتا ہے

کہ اب تک کیوں نہیں لکھا، شاید اب رجوع کر لیا ہو۔
 تھانوی صاحب! آپ نے دیکھا کہ جو کچھ خفض الایمان میں لکھا تھا اسے صاف کہہ دیا: کفر ہے۔ اس کے قائل کو صاف لکھ دیا: اسلام سے خارج ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی رجوع متصور ہے؟۔
 ہاں یہ کہیے کہ ﴿هُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْتَوْنَ عَنْهُ﴾ (۱)
 امر دیگر ہے، مانیں اور مکرریں:

﴿وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ﴾ (۲)

میں تو دل و زبان مختلف تھے، یہاں سانپ کی سی زبانیں ہی دو ہیں، ایک سے اقرار، ایک سے انکار۔
 خلاصہ یہ کہ ایمان لانا کسی طرح منظور نہیں، تو اتنی بات کے لیے یہ تکلیف کیوں فرمائی، یہ تو پہلے ہی سے معلوم تھا کہ ((ثم لا يعودون)) صادق مصدق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما چکے ہیں کہ دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے، پھر لوٹ کر نہ آئیں گے، رجوع نہ کریں گے۔
 یہود کو فرمادیا:

﴿وَلَا يَتَمَنَّوْنَہٗ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ﴾ (۳)

کبھی موت کی تمنا نہ کریں گے۔

یہودی کو کاٹ ڈالو ہر گز آرزوئے مرگ نہ کرے گا۔ آپ حضرات کو فرمادیا ہے:

((ثم لا يعودون)) پھر رجوع نہ کریں گے

وہی دیکھیے سب کچھ کہہ کہلا کر پھر آپ کو رجوع سے انکار ہے، العزۃ للہ۔ ارشاد اقدس میں کہیں فرق پڑ سکتا ہے، کیوں تھانوی صاحب ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیب کیسے سچے ہیں
 ﴿آمَنَّا بِهِ﴾ (۱) والحمد للہ رب العلمین

سوال پنجاہ و نہم:

رسلیا کہتی ہے: ”سو وجہ نہ لکھنے کی یہی تھی کہ کسی نے بھلے مانسوں کی طرح پوچھا ہی نہ تھا۔“
 (۱) تھانوی صاحب! بھلے مانس تو کاشی پور میں بستے ہیں، یا تھانہ بھون میں۔ در بھنگی بھی بھلے مانس نہیں کہ انہوں نے بھلے مانسوں کی طرح پوچھا نہ کہ خود بھلے مانس ہوں۔ خیر یہ تو آپ جانیں یا وہ،

(۲) [سورة النحل: ۱۴]

(۱) [سورة الأنعام: ۲۶]

(۴) [سورة آل عمران: ۷]

(۳) [سورة الجمعة: ۷]

آپ کی خانگی باتوں میں ہمیں کیا دخل، مگر خدا کو ایک جان کر یہ تو فرمائیے کہ آٹھ سال ہونے آئے، جمادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ کو جو معززین شہر بیس سوال آپ کی خدمت میں لے کر گئے اور آپ نے ایک نہ ہزار نہ ”معاف کیجیے میں اس فن میں جاہل ہوں اور میرے اساتذہ بھی جاہل ہیں، جو شخص تم سے دریافت کرے اسے ہدایت کرو، طبیب کا کام نسخہ لکھ دینا ہے، یہ نہیں کہ مریض کی گردن پر چھری رکھ دے کہ تو پی، تم اپنی امت میں سب کو داخل کر لو، میں جو کہہ چکا وہی کہوں گا، مجھے مقتول معقول بھی کر دیجیے تو وہی کہے جاؤں گا، مجھے معاف کیجیے آپ جیتے اور میں ہارا۔“

یہ سخت اضطراب کے کلمات کہہ کر پیچھا چھڑایا، دوبارہ رجسٹری کر کے آپ کو بھیجے، آپ نے منکر ہو کر واپس دیے، سہ ماہ رسالہ ”ظفر الدین الجید“ میں چھاپ کر حاضر کیے، آٹھ برس سے لا جواب ہیں، خدا کو ایک مان کر دھرم دھرم سے بتائیے کہ ان میں کون سا لفظ کرا۔ یا آپ کی ساختہ تہذیب کے خلاف تھا۔ آپ نہ بتائیں تو بطش غیب (۱۳۲۳ھ) طبع ہو کر آٹھ سال سے شائع ہے، اور مکرر طبع ہوا، مسلمان اس میں سوالات مذکورہ کی نقل ملاحظہ فرمائیں کہ ان میں کون سا حرف، کون سا لفظ تھانوی صاحب کی شان میں بٹا لگا تا تھا، جسے فرماتے ہیں: کسی نے بھلے مانسوں کی طرح پوچھا ہی نہ تھا۔

تھانوی صاحب! ایسے عالم آشکار واقعہ میں اتنا سفید جھوٹ، کیا یہ آپ کو اچھا لگتا ہے۔ یا آپ کی گھریلو شریعت میں روا ہے؟۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ جی بھر کر کفر کا تھا، منہ بھر کر اللہ و رسول کو بے نقط سنائی تھی، اب جو مسلمانوں نے آڑے ہاتھوں لیا، چھلکے چھوٹ گئے، سینے ٹوٹ گئے، تیور پھٹ گئے، دم الٹ گئے ”معاف کیجیے، معاف کیجیے، آپ جیتے میں ہارا۔“

ع لب نازک سے صدا آنے لگی بس بس کی

(۲) ہم آپ کی مان لیں یوں ہی سہی کہ دنیا کے پردہ پر نہ وہ سوالات پیدا ہوئے، نہ معززین نے آپ کے ہاتھ میں دیئے، نہ پھر رجسٹری ہو کر گئے، نہ پھر طبع ہو کر شائع ہوئے۔ یا یوں سہی کہ وہ بھی آپ کے یہاں کے اصطلاحی بھلے مانسوں کی طرح نہ تھے، کہ ان میں آپ کی درہنگی دو ورقوں کی طرح نٹنیوں منہاریوں کے مہذب بول تھے، نہ آپ کی اجودھیا باشی شہاب ثاقب کی طرح رنڈیوں بھٹیاریوں کے پھکڑ تھے، نہ آپ کی لال کتیا ”سیف النقی“ کی طرح غلیظ فحش، ابلیسی فحش، قانونی فحش تھے، یہ سب اس سے بڑھ کر، اور جو چاہو ٹھہراؤ۔ ذرا کسی غیرت دار باحیا سے پوچھیے کہ ایک ملا کھلانے والے کی چاند پر دس سال کامل ڈبل تکفیر والا ہر وقت برسے، شرق سے غرب تک، عجم سے عرب تک اس کے کفر کفر کا چرچا پھیلے، اور وہ چپ کا دم سادھے پڑا رہے، کہ کفر کا الزام عظیم قائم ہے ہونے دو، بھلے مانسوں کی طرح کوئی

پوچھے تو اپنے اوپر سے کفر اٹھائیں، مسلمانوں کو ایک اچھوتی اسلام ورزی پر الزام کفر کے گناہ عظیم سے بچائیں، نہ اپنے ایمان کا غم، نہ اپنی چاند کی فکر، نہ مسلمانوں کو اس عظیم کبیرہ میں پڑے سے روکنے کی ضرورت، یہ سب اوڑھے پڑے ہیں، اس لیے کہ کسی نے بھلے مانسوں کی طرح نہ پوچھا۔

اُف ری تیری سمائی، اس سے لاکھ درجے ہلکا الزام کسی دنیوی یا خانگی بات پر گرتا تو چیخ پڑتا، کچہری تک پہنچتا، یہاں کچھ جان ہوتی تو یہی سکوت برتا جاتا۔

ع نطق کا حوصلہ معلوم ہے بس جانے دو

(۳) یہ بھی جانے دو، بھل منسی کی پوچھنے والے تو تمہارے گھریلو پالتو تھے، جیسے اب دس برس کی کمیٹی میں یہ سوادوورتی نکالنے کو در بھنگی سے پوچھوائی، دس برس پہلے پوچھوا لیتے تو کیا تھا۔ معلوم ہوا کہ سب جھوٹی ملعون بناوٹیں ہیں، دس برس تک تمام طائفہ بھر کی سمجھ میں کچھ آیا ہی نہیں، ناچار اوپر کا سانس اوپر، نیچے کا نیچے، اب دس برس بعد کچھ سوچھی تو اپنے اصطلاحی بھلے مانسوں سے پوچھوا کر سوادوورتی چمکی، جو یوں گلے پر لٹی چھری ہوئی۔ واللہ الحمد کیوں تھانوی صاحب! دھرم سے کہنا یہ کتنا ٹھیک ہے۔

سوال شصتم:

تھانوی صاحب! رسلیا کی چک پھیریاں تو گوہر کو بھی مات کر گئیں، اب مسلمانوں کے چھلنے کو پھر کاوا کاٹتی ہے کہ...

(۱) ”میر اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ ہمیشہ سے آپ کے افضل المخلوقات فی جمیع الکمالات العلیۃ والعملیۃ ہونے کے باب میں یہ ہے:

ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تھانوی صاحب! وہ خفص الایمان والے پاگل اور چوپائے کہاں گنوائے جن سب کو معاذ اللہ علم غیب میں (دشمنان) بندگان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہم سر کر دیا تھا، بسط البنان نے اپنے جواب آخر میں علوم عظیمہ مختصہ کا فرق بھی قطع نظر کی گردش چشم میں اڑا دیا تھا۔

(۲) وہ آپ کے بزرگ گنگوہی والا شیطان کیا انہیں کے ساتھ دفن کر دیا جسے فرمایا تھا:

”شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے“

خیر اس کا تو یہ جواب دے بھی سکتے ہو کہ گنگوہی صاحب نے اسی عبارت میں ابلیس کو خدا کا شریک مانا ہے، اور خدا کا شریک نہ ہوگا مگر خدا، اور ہم نے حضور کو خدا بزرگ کہا ہے، تو خدا کے رسول

سے ابلیس کا بڑھ جانا موجب اعتراض نہیں بلکہ ضرور ہے، مگر آپ پاگل، چوپائے، بچے سب کو برابر کر چکے، اس کا جواب کیا ہوگا؟ کیا یہ سب بھی آپ کے یہاں خدا ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم الحمد للہ

مسماة ”بسط البنان“ کی سب نزاکتوں کی کامل ناز برداری ہوگئی، بفضلہ تعالیٰ اول تا آخر کوئی حرف نہ بچا سو ان چند سطروں کے جن میں مسئلہ علم غیب پر کچھ ریز کی ہے کہ اس پر مستقل رسالہ بعونہ تعالیٰ ہدیہ ناظرین ہوگا۔ وباللہ التوفیق

تنبیہ:

یہ بظاہر ساٹھ اور معنی ایک سو بتیس (۱۳۲) سوال: اور حقیقتہً سر اشرف جناب تھانوی صاحب پر قہر الہی کے ایک سو بتیس (۱۳۲) جہاں ہیں کہ اخیر کے بیس سوالوں میں اکثر متعدد نمبروں پر مشتمل زائد نمبروں کی فہرست یہ ہے، سوال ۴۱، زیادت ۲۔ سوال ۴۲، زیادت ۶۔ تو یہ بیس حقیقتہً بانوے ہیں، اور اگلے چالیس مل کر ایک سو بتیس پہلے سوالات میں بھی بعض جگہ متعدد نمبر ہیں مگر یہ خاص اہتمام مسماة کی دسویں کیا دی نے کرایا کہ اسی پر اس کے حواری جواری کو بڑا ناز تھا پہلا عشرہ ”تحذیر الناس“ کا ستیاناس تھا، اس پر مستقل حشر کتاب مستطاب ”اشد الباس علی عابد الخناس“ ۱۳۲۸ھ۔ پھر کتاب لا جواب ”القثم القاصم للدا سم القاسم“ (۱۳۳۰ھ) میں ہے، یہاں اسطر ادا سے مختصر سا ذکر کر دیا کہ مدرسہ دیوبند کی آئی تحریر جو اس رسالہ مبارکہ ”وقعات السنن الی حلق المسماة بسط البنان“ (۱۳۳۰ھ) کی محرک ہوئی اس میں ”تحذیر الناس“ کو بھی ذکر کیا تھا، یا یوں سمجھیے کہ وہ عشرہ شروع مقصود کی بسم اللہ سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم کی جگہ ہے۔ نہیں نہیں بلکہ بسط البنان مخزن انجاس گونا گوں ہے، اس میں دخول سے پہلے ”اعوذ باللہ من الخبث والخبائث“ کہنا مسنون ہے۔ بہر حال خاص بسط البنان پر دو اوپر تین اربعین یعنی ایک سو بائیس (۱۲۲) شدید و متین۔ والحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی خاتم النبیین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین آمین والحمد للہ رب العالمین

سچا قطعی فیصلہ اور جناب تھانوی صاحب کو آخری بلاوا

جناب وسیع الالقاب غصہ جانے دیں، اگر کوئی لفظ ہمارا آپ کو برا لگا ہو معاف کریں، یہ خوب سمجھ رکھیے کہ اب آپ کی خاموشی کا پردہ چاک ہو گیا، پہلے تو جاہلوں کے نزدیک آپ کی چپ کا بھرم بنا تھا کہ خدا جانے بولیں تو کیا بولیں، ممکن کہ جواب دے کر خفص الایمان کی قسمت کھولیں، اب جو سواد و ورتی بسط

البنان لکھ کر بول دیے، اپنے دھرتک کے سب پردے کھول دیے، معلوم ہو گیا کہ آپ کے پاس کچھ جواب نہیں، سو اس کے کہ اپنے کفر پر اور رجسٹری کردی، اپنے خارج از اسلام ہونے کی قبولیت لکھ دی، بلکہ ایک کفر پر چھ اور بڑھا کر اپنے کفر کے یکہ میں اپنا چھٹرا جتوا کر اپنے بچاؤ کی گلی اور تنگ کر لی۔

اب آپ کی خاموشی کو کوئی جاہل بھی تغافل کی گدی نہ مانے گا، بلکہ صراحۃً آپ کے عجز کے منہ میں بھاری پتھر کی ڈاٹ جانے گا، کہیے یہ بہتر یا حق کا قبول، جو خلق کو پسند خالق کو مقبول، لہذا اس ایمانی معاہدہ کی طرف آپ کو دعوت ہے جس کی ابتدا ہم خود کریں، ہم سچے دل سے اقرار کرتے ہیں کہ اگر آپ نے ان سب سوالوں کا جدا جدا معقول جواب لکھ دیا جس میں نہ اڑاں گھاتی ہو، نہ نمبر کترانا نہ مکابرہ ڈھٹائی ہو، نہ دھوکے دے کر عوام کو چندرانا، تو ہم صاف اعلان کر دیں گے کہ خفض الایمان پر تکفیر غلط تھی، اور اگر آپ ایماناً سمجھ لیں کہ الزام لا جواب ہے، تو خدا کو مان کر انصافاً قبول دیں کہ واقعی خفض الایمان میں آپ نے کفر لکھا، اور اب مسلمان ہوتے ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں: اس میں آپ کی کچھ بھد نہ ہوگی بلکہ ہر عاقل کے نزدیک وقعت آپ کی بڑھ جائے گی۔

بس اسی پر مناظرہ خفض الایمان کا خاتمہ ہے

اور یہ بارہا معروض ہو چکا کہ علمائے کرام حرمین شریفین نے آپ پر حکم کفر فرمایا ہے، کفر و اسلام میں وکالت نہیں، آپ خود بولیں کہ ان سوالات کے حکم سے آپ کا فر ثابت ہوئے یا نہیں؟۔ ہوئے تو قبول دو، اعلان کے ساتھ تو بہ چھا پو۔ نہیں ہوئے تو جواب دو، ڈر کا ہے کا ہے بے حجاب دو، اور اگر حسب عادت قدیمہ سکوت ہی کی ٹھہرائی، اگرچہ حواری جواری نے چیخ پکار مچائی، اور بے شک آپ کے لچھن یہی کہہ رہے ہیں جس کی گلی یعنی اپنی ابدی ہزیمت کی عزیمت آپ نے پہلے ہی جتا دی ہے کہ ”اس پر بھی قلم روکنا نہ ہوگا تو اس کا انتقام خدا کے سپرد کر کے کہوں گا۔“

با خدا داریم کار و با خلاق کار نیست“

جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ دو برس کی ضربوں پر طائفہ بھر کے سہارا دیے سے یہ سواد و ورقتی اچھلی، اس پر ضربیں پڑیں تو میں بیک بنی و دو گوش در خواب خرگوش، مدہوش و خاموش شہر خموشان کو گنگوہی صاحب کی پائنتی چل بسوں گا۔ ع

بعد از سرمن کن فیکون شد شدہ باشد

غرض سکوت مبہوت کا عزم بالجزم خود ظاہر کر چکے ہو، تو حضرت اس کے لیے ایک میعاد ضرور، ہم آپ کو رسالہ رجسٹری بھیجتے ہیں، دو دن وصول کے رکھیں، اور جواب کے لیے آپ کا پورا چلہ چھوڑیں، دو

دن ادھر وصول جواب کے اگر روز ارسال سے ۴۵ دن کے اندر آپ نے جواب معقول نہ دیا تو اپنا ڈبل کفر بسط البنان میں صاف صاف قبول ہی کر چکے ہو صرف اپنا نام لے کر کافر کہنا باقی رہا تھا، اب یہ باقی بھی واصل میں داخل ہوگا اور یہ ٹھہرے گا کہ آپ نے یوں لکھ دیا کہ بے شک بے شک اشر فاعلی ولد فلاں تھانوی کافر مرتد ہے۔ فرمائیے اس سے زیادہ اور میں کیا کر سکتا ہوں، اللہ ہی آپ کی چپ توڑے اور قبول اسلام کی توفیق بخشے، آمین۔ والحمد لله رب العالمین و افضل الصلاة والسلام علی سید

المرسلین سیدنا و مولانا محمد والہ و صحبہ و ابنہ و حزبہ اجمعین، آمین

موافقوں مخالفوں سب کلمہ گو یوں سے اسی کلمہ طیبہ کا واسطہ دے کر معروض

اللہ کے لیے ایک عظیم دینی نزاع کا یہ نہایت سہل و آسان مختصر فیصلہ سچے انصاف کی نگاہ سے اول تا آخر ملاحظہ ہو، بعض نئی تہذیب کے خیالات جن کے نزدیک اللہ و رسول کی جناب میں کوئی کیسی ہی ناپاک بات بک جائے بے تہذیب نہیں، مگر جو مسلمان اسے ”آپ“ کی جگہ ”تم“ کہے وہ پکنا مہذب ہے۔ ان سے گزارش کہ اگر کسی مہذب و نامہذب ہی میں ایک عظیم نزاع امر دین میں ہوا اور ایک نظر دیکھنے میں اس کا سہل فیصلہ ہوتا ہو تو اسے دیکھنا کون سی عقل یا ایمان کے خلاف ہے، نامہذب ہی سمجھ کر اصل مضامین پر تو نظر فرمائیے، اگر جناب تھانوی صاحب کی اسی بسط البنان میں خود انہیں کے اقراروں، انہیں کی سندوں سے ہر جگہ حسام الحرمین کا دعویٰ ثابت نہ ہوا ہو تو شکایت کیجیے، ورنہ اقراروں کے بعد پھر انکار کیوں ہے۔ ذرا خدا کو مان کر دیکھیے تو کہ جناب تھانوی صاحب اسی بسط البنان میں خود اپنے اوپر کس زور کا فتویٰ لگا رہے ہیں کہ اتنا تو حسام الحرمین نے بھی نہ فرمایا تھا۔ ولله الحمد

تھانوی صاحب کو ۴۵ دن کی مہلت کا اعلان بھی لکھ دیا ہے اور وہ ہمت فرما کر ان تمام سوالوں کے معقول جواب دیں تو اسی پر مناظرہ خفص الایمان کا خاتمہ رکھ دیا ہے، پھر فیصلہ کر لینے میں دیر کیا ہے و حسبنا الله ونعم الوکیل۔